دستک

مصنّفہ

سیّدہ حفیظۃ الرحمٰن

دستک

سیّدہ حفیظۃ الرحمٰن

ناشر :- مکرم اَمتہ الشافی سیال نگران قیادت ۹
لجنہ اماءاللہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھُوالنّاصر

پیش لفظ

تخلیق الاول اور قرۃ العین جب قابل قبول ہوئیں تو یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت تھی کہ ان کے پڑھنے والوں میں سے اکثر نے مجھے حوصلہ افزائی اور محبت کے پیغامات ارسال کئے۔ لیکن کئی قارئین نے یہ خواہش بھی کی کہ میں کچھ "نماز" پر ضرور لکھوں۔ مجھے اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ لیکن میں انہیں ہمیشہ کہتی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ ترین خطبہ نماز کے ہر حصّہ پر اتنا جامع اور واضح ہے کہ میرا کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن میری پوتی جب کچھ دن رہنے کے لئے میرے پاس آئی تو ایک دن خاموش بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں فضا میں گھور رہی تھیں۔ میں نے پوچھا "بیٹے کیا سوچ رہے ہو"؟ کہنے لگی "میں سوچتی ہوں سوچتی ہوں، ہوں۔" میں نے جواب میں کہا۔ "بھئی کیا سوچتے ہو؟" پھر کہنے لگی۔ "میں سوچتی ہوں دادی امی۔ جب میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھی تو میں سوچتی تھی۔" میں حیران ہوئی کہ کیا سوچ پڑ گئی ننھی سی جان کو۔ میں نے اپنی ساری توجہ اس کی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔ "مگر بتاؤ تو سہی پیدا ہونے سے پہلے بھی تم کیا سوچتی تھی۔" کہنے لگی "دادی اماں، میں سوچتی تھی کہ میرے بابا نماز نہیں پڑھتے ہیں کیوں؟" یہ جملہ مجھ پر

ایسے وار کر گیا جیسے کسی تیز دار نے اچانک سر توڑ دیا ہو۔ پھر وہ چپ کر گئی اور میں
سوچتی ہی رہ گئی۔ آخر میں نے سوچا کبھی کبھی سورج کی روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ بعض
آنکھیں برداشت نہیں کر پاتیں۔ کیوں نا ایسی آنکھوں کو روشنی کا عادی بنانے کے لئے
چراغ جلا ہی دیا جائے۔

لہٰذا میں نے ہمت کر کے اس پانچ سالہ بچی کے معصوم درد کو لفظوں میں ڈھالنا
شروع کیا اور اس کے بابا کو سات خطوط لکھے جن کا جواب وہ مجھے وقفے وقفے سے
دیتا رہا۔ اپنے قدردان پڑھنے والوں کے لئے میں نے وہ ایک کتابچے کی صورت میں
جمع کر دیئے۔ جن کا لبِ لباب یہی ہے کہ قرآن مجید میں بلحاظِ عبادت زور کس پر ہے

اس پیشکش میں زیادہ تفصیل اور ترجمہ، آیاتِ قرآنی و عربی حوالہ جات درج نہیں
کئے گئے کیونکہ گھریلو نمونے کے خطوط ہیں۔ عام فہم اور آسان عبادت ہے تاکہ
اس چراغ کی ہلکی سی روشنی کوئی راہ بابا کو ضرور دکھا دے۔ آمین۔

سیدہ حفیظۃ الرحمٰن
بیگم میر مبارک احمد تالپور
قیادت نمبر ۹
۸/۲ - ۵۱ گلشن اقبال۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھُوَ النّاصِر

عزیز از جان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پیارے بیٹے خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو!

تمہاری ننھی سی بیٹی نے مجھے کچھ پُرسکون خبر نہیں دی۔ مگر میں اس کی سلامتی
اور نیکی کی دعا کرتی ہوں اور شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس ننھی سی جان نے مجھے تمہارے
حال احوال کی خبر تو دی۔ یہ جان کر مجھے دکھ ہوا کہ "بابا نماز نہیں پڑھتے"۔ سو میں تمہاری
آگہی کے لئے کچھ لکھتی ہوں تم پڑھ کر، سوچ کر اور نمونہ بن کر جواب مجھے
ضرور دینا۔ شکریہ۔

بیٹا! قرآن مجید وہ کلام ہے جو خالق کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ اور اپنی
خلقت کے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔ یہ صرف اور صرف خالق ہی
جان سکتا ہے کیونکہ بنانے والے کو زیادہ پتہ ہوتا ہے۔ کہ کس کل میں کون سا تیل ڈالا
جائے اور کس کل کو خشک رہنے دیا جائے۔ اس لئے خالقِ کُل نے اپنے نور قرآن مجید
میں آوامر و نواہی کی تمام تفصیل بتا دی۔

اس اُمُّ الکتاب کو مزید سمجھانے کے لئے کچھ مثالیں، وضاحتیں نمونے اور قصص الانبیاء
بالتفصیل دے کر ثابت کر دیا کہ میں نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ تمہاری پیدائش سے
پہلے ہی تمام کائنات سورج، چاند، آسمان و زمین کو تمہارے لئے تسخیر کر دیا تاکہ تمہیں اپنی

عظمت و بلندی کا احساس رہے۔ گویا خداوند عالم نے تمہیں اشرف المخلوقات بنایا۔ اور ان اجزاء ارض و سماء کو حکم دیا کہ وہ تمہیں سجدہ کریں اور تمہاری وفاداری اور فرمانبرداری کا حلف اٹھائیں۔ کیونکہ مالک اور ملک کا تقاضہ یہی ہوتا ہے سو وہ تو پورا ہوا۔ چنانچہ تمام کائنات تسخیر شدہ ہے نا۔ یعنی تمام کائنات تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم خدا کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور خداوند نے تمہاری پیدائش کی غرض بھی اِلَّا لِیَعْبُدُوْن فرما کر ثابت کر دیا کہ تم میرے عبد ہو۔ میری واحدانیت کا اقرار کرو۔ کامل محبت اور کامل بھروسہ کے ساتھ۔ میں تمہیں قرب کی راہیں بتاتا ہوں جن پر چل کر فاصلے ختم ہو جائیں گے۔

چنانچہ بیٹے اس ۷۰۰ احکامات پر مشتمل کتاب جس کا نام خدا تعالےٰ نے خود قرآن مجید رکھا ہے[1] کا مطالعہ سادہ اور آسان نمونے سے بھی کیا جائے تو تم دیکھو گے کہ ان احکامات میں زور کس پہ ہے؟ یہ تو تمہیں علم ہے کہ سورۃ الفاتحہ بمنزلہ کلید قرآن مجید ہے۔ یعنی مطالب قرآن کی کنجی ہے۔ اس کے معانی اور مطالب لمبی لمبی سورتوں سے بھی زیادہ وسیع ہیں۔ اور کیوں نہ ہو یہ سارے قرآن کے لئے بطور متن کے ہے[2]۔

اس کی عظمت و اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے دو دفعہ ایک دفعہ مکۃ المکرمہ میں اور ایک دفعہ مدینۃ المنورہ میں نازل فرمایا۔ دراصل مختصر اگر کہوں تو سورہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے[3]۔ آدھی سورۃ میں صفاتِ الٰہی کا ذکر ہے اور آدھی میں بندے کے حق میں دعا ہے۔ اس عرش کے خزانے

[1] تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۵ [2] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶ [3] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶

یہ اس پہلی سورۃ کی پہلی آیت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے۔ یہ تم جانتے ہو نا ؟ یعنی میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ گویا اس ایک آیت میں خدا تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں۔ ایک نام تو ذاتی ہے اور دو نام صفاتی ہیں۔ اس وقت صفاتی نام رحمٰن اور رحیم کا مختصر ذکر کر لیتے ہیں۔

رحمٰن

رحمان وہ ہستی ہے جو اپنی مخلوق پر بے انتہا کرم کرتی ہے اور ایسے انعامات سے اسے فیض یاب کرتی ہے جس میں بندوں کی کسی کوشش یا عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ہستی تمہاری کسی محنت کے بغیر تمہیں نوازتی ہے۔ اور یہ بھی مت بھولئے کہ جس اللہ کے نام سے تم نے ابتدا کی ہے

رحیم

اس کا ایک صفاتی نام رحیم بھی ہے۔ یعنی وہ اپنے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت کام کرنے والے کو بہتر سے بہتر نتائج دیتا ہے۔ یعنی صحیح محنت کو صحیح پھل سے کبھی محروم نہیں کرتا کیونکہ وہ رحیم ہے

اب آگے جانے سے پیشتر ہم یہیں تھوڑی دیر وقفہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آخر خود کو "رحیم" کہہ کر خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ تو عزیزم! اسلئے خدا تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ میری تخلیق آخری صحیح محنت کر کے مجھ سے صحیح پھل کی توقع کرے۔ میری تخلیق یہ بھی جان لے کہ میں نے اسے بغیر مقصد کے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ عبد ہے اور عبادت اس کی پیدائش کی غرض ہے اور اس غرض کا تقاضہ ہے کہ وہ انتہائی عاجزی اور فروتنی سے خدا تعالیٰ کے ساتھ چمٹا رہے اور صفتِ رحیمیت کا تقاضہ ہے کہ بار بار رحم کرتا رہے۔ کیونکہ یہ لفظ رحم سے ہی نکلا ہے۔ مگر بار بار انعام کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ انسان یعنی عبد ایک ہی فعل کا بار بار انعام پاتا رہے بلکہ یہ مراد

ہے کہ وہ نیکی کی حقیقت کو سمجھ کر بار بار نیک اعمال بجالاتا ہے اور پھر بار بار نیک پھل کی خواہش ضرور کرتا ہے۔ اسطرح نیکی کرنیکی طاقت اور اُسکے بار بار بجا لانے کی طاقت اور بھی ترقی کر جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور مومن کی نیک خواہش اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ نیکی کے کاموں میں اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف گزشتہ فعل پر انعام کا رنگ ہی نہیں رکھتا بلکہ آئندہ نیکی کے لئے ایک بیج کا کام بھی دیتا ہے[1]۔

بیٹے غور کرو! یہاں صفت رحیمیت پر زور ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی صفات الٰہیہ میں سے صرف صفت رحیمیت پر ہی اگر زور دیا جائے تو اس صفت کا تقاضہ ہے کہ بندہ کچھ عمل کرے اور پھر انعام کی توقع کرے۔ یعنی جب تک بندہ کوئی عمل نہ کرے رحیم سے انعام کی توقع نہ رکھے۔ رحیم رحم کرے گا بار بار کرے گا لیکن بندہ کسب و عمل کرے اور بار بار کرے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمل کون سا؟ یعنی زور کس عمل پر ہے؟ تو میرے بیٹے یوں تو ہم (سب مسلمان ہیں) خاتم النبیّن حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے ماننے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید آخری کتاب ہے جس میں دینِ محمدی مکمل اور جامع صورت میں ہمیں عطا ہوا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ و بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ حلال ہے اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ[2]۔ لیکن ایمان اور عقیدہ کے علاوہ اس دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اسلام کی عمارت کے جو پانچ ستون ہیں انہیں بھی مضبوطی

[1] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۳ [2] نور الحق جز اول صفحہ ۵

سے تھامنا پڑتا ہے۔ اور وہ پانچوں ستون اپنی اپنی جگہ پر بہت اہم اور عظیم ہیں۔ ان کی عظمت و اہمیت پر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تمہارا جواب ملنے پر کچھ ضرور لکھوں گی اور دعا کے ساتھ خط ختم کرتی ہوں۔

عزیزہ کو، بچوں کو اور تمہیں پیار و سلام

والسلام

میں امی تمہاری تمہارے لئے ہوں

عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں دیتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم احمد سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ آپ سب لوگ بچے وبیگم خوش وخرم ہیں تم نے لکھا ہے کہ تم نماز پڑھتے ہو مگر باقاعدگی سے نہیں۔ جب ننھی جاگی نہیں ہوتی ہے تو تم نماز پڑھ کر دفتر چلے جاتے ہو اور جب رات کو یہ سوئی ہوتی ہے تو پڑھ کر سو جاتے ہو گویا۔

۱۔ گویا تم نماز کا پانچ وقت التزام نہیں کرتے۔

۲۔ گویا تم نماز گھر پر ہی پڑھتے ہو۔

۳۔ گویا تم دینی ماحول کا نقشہ گھر میں پیش نہیں کرتے۔

۴۔ گویا تم اپنے بیٹے کو جمعہ پر ساتھ لے کر نہیں جاتے۔

گویا یہ چند حقائق ہیں جو تمہارے خط سے سامنے آتے ہیں۔ ان کا ایک ایک کر کے تجزیہ کریں گے۔ فی الحال میں گزشتہ خط کا کچھ اعادہ کر کے آگے چلتی ہوں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ایمان کی درستگی کے بعد اعمال کی درستگی لازمی ہے اور سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی تمہاری سمجھ میں آگئی ہے کہ خدا کا محبوب بننے کے لئے عمل ضروری ہے اور

> ایمان ایک قوت ہے جو شجاعت اور ہمت انسان میں پیدا کرتا ہے

کامل صفاتِ الٰہیہ کے تکرار اور عبادت کا نام ہے۔ عبادت کے لفظی معنیٰ انتہائی تذلل کے ہیں یعنی کامل بندگی، کامل عاجزی اور کمزوری کا اقرار کر لینا۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اظہار صرف اور صرف کامل ہستی کے سامنے کرنا ہے اور کامل ہستی وہی ہے جو ہر عیب، نقص، کمی، خامی، سستی اور غفلت سے منزہ اور پاک ہے۔ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہستی خدا تعالیٰ کی ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے مطابق، نباتات، جمادات، پہاڑ، سمندر، سورج اور چاند سب تمہاری خدمت کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمہارے کسی عمل کے نتیجے میں تمہاری خدمت نہیں کر رہے۔ بلکہ تمہارے اشرف المخلوقات ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ تمام کائنات خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے تسخیر کر دی اب تمہارا فرض ہے کہ اس کائنات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ تم بھی کسی کی مخلوق ہو۔ خادم ہو۔ اور جس کی تم مخلوق ہو اس خالق نے تمہیں پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے۔ ہاں اس ماورا ہستی کو تمہاری عبادت سے قطعی کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ اُسے کوئی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ کامل ہے۔ صاحب جمال وجلال ہے۔ اپنی تمام صفات میں بدرجۂ اتم متصف ہے۔ تمہاری عبادت یا خدمت سے نعوذ باللہ کوئی شان یا ترقی خدا تعالیٰ کو نہیں ملے گی۔ ہاں تمہیں ترقی اعلیٰ دارفع قابلیتیں، قوتیں اور خوشحالی خدا نے اس حد تک دی ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا سے مقام محمود تک پہنچ سکتے ہو۔ بلکہ خدا اور اپنے درمیان فاصلے ختم کر سکتے ہو اور یہ تمہارے فائدے کی بات ہے۔ جو محض عبادت سے تم حاصل کر سکتے ہو۔ یعنی تمہارا مجاہدہ اور کوشش خدا تعالیٰ

> عبادت نے کیا ہے جب انسان انتہاء درجہ کی محبت کرتا ہے۔ انتہاء درجہ کی امید ہو۔ انتہاء درجہ کا خوف ہو یہ سب عبادت میں داخل ہیں

سے تمہارے تعلقات کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور محبت بڑھا دیتا ہے۔ پس ان تعلقات الٰہی کو مضبوط کرنے کے لئے اور محبت بڑھانے کے لئے ارکانِ اسلام کو مضبوطی سے پکڑنا پڑتا ہے۔ اور یہی میرے خط کی غرض ہے کہ کچھ تفصیل میں جاؤں کہ تم کس طرح ان ارکان کو مضبوطی سے پکڑ سکتے ہو

اے فرزندِ اسلام! مندرجہ ارکانِ اسلام تشریح طلب ضرور ہیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں عبادت کی بجا آوری سے پہلے تمہیں ان کے اغراض اور اہمیت بتاتی چلوں۔ تاکہ عبادت کو بجالانے کا مفہوم تمہیں بغیر دقت کے سمجھ میں آجائے۔ اچھا! تمہیں یہ بتانے کی مجھے ہرگز ضرورت نہیں۔ کہ اسلام یعنی سلامتی کا مذہب انہیں پانچ ارکان کو نسخۂ کیمیا کے طور پر تمہیں عطا کرتا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ حرفِ اول کی طرح تمہیں یہ نسخہ سکھانے میں اوّلیت دی گئی ہے اور کھانے پینے کے ساتھ ساتھ تمہاری گھٹی میں ڈالا گیا ہے۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بوڑھے طوطے کے سامنے پچیس تیس سال پرانی ویڈیو فلم REPLAY کی جائے ہاں تمہارے بچوں کے لئے حتی المقدور تشریح کرتی ہوں جو انہیں بتاتے ہوئے تمہیں بھی یاد آجائے گا

لَا اِلٰہَ الا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

یہ کلمہ طیبہ ہے۔ اس کا پہلا حصہ لا الٰہ الا اللّٰہ ہے اس کے تین فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اسے باآواز بلند پڑھ لیتا ہے ہم اسے مسلمان اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے۔ جب اس کے معنوں پر حقیقی طور پر ایمان لاتا ہے تو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو تب ذریعہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ

[…]الیٰ ان کو اسباب بناتا ہے اور اُسی نے ان میں تاثیر رکھ دی ہے۔

تیسرا فائدہ جس کی شہادت تمام انبیا علیہم السلام اور تمام اولیائے کرام یک[…]ان ہو کر دیتے آئے ہیں کہ جب اس کلمہ کی کثرت کی جاوے اور اسے بار بار سمجھ کر [...]رایا جاوے تو اللّٰہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اور اس کے قرب کی راہ میں جو حجاب [پ]ڑے ہوتے ہیں وہ آسانی سے بتدریج اُٹھ جاتے ہیں[1]۔ سو مکرر سنو کہ پہلا حصہ [گن]اہوں کو دُور کرنے کے لئے اور دوسرا حصہ نیکیوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ تو عزم اس توحید و رسالت کی شہادت کے بعد عمل کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اور عمل رحیمیت کے فیض کو حاصل کرنے کا حوصلہ، ہمت اور قوت کا نام ہے۔ یہ قوتِ عمل ہی تو عبادت ہے۔ جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے نام سے موسوم ہے۔

نماز:۔ نماز یعنی ذکرِ الٰہی پہلی اور اہم ترین عبادت ہے۔ جس کا تعلق خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ یہ پہلی کبھی سعیٔ ہے جس کی بنا پر تم اپنے رحیم خدا سے اس کی صفت رحیمیت کے مطابق اجر و رحم کی توقع کروگے۔ بیٹا بار بار میں نے رحیمیت کی صفت پر زور دیا ہے۔ تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تم اس صفت کا نظارہ کرنے کے لئے سعی کرتے جاؤگے تو وہ سعی کرنے پر رحمت کرتا جائے گا کیونکہ وہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کے مطابق مانگنے والوں کو دیتا ہے۔ پکارنے والوں کو سنتا ہے اور کھٹکھٹانے والوں کے لئے کھولتا ہے۔ تو بیٹے یہ کھٹکھٹانا کیا ہے؟ نماز ہی تو ہے۔ اس کی یعنی کھٹکھٹانے کی تفصیل میں جانے سے

> عمل کے سوا کوئی قول جان نہیں رکھتا نرا فہم اور اعتقاد نجات کے لئے کافی نہیں

[1] مرقاۃ الیقین ص۴۳

عظمت و بلندی کا احساس رہے۔ گویا خداوند عالم نے تمہیں اشرف المخلوقات بنایا۔ اور ان اجزاء ارض و سماء کو حکم دیا کہ وہ تمہیں سجدہ کریں اور تمہاری وفاداری اور فرمانبرداری کا حلف اٹھائیں۔ کیونکہ مالک اور ملک کا تقاضہ یہی ہوتا ہے سو وہ تو پورا ہوا۔ چنانچہ تمام کائنات تسخیر شدہ ہے نا۔ یعنی تمام کائنات تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم خدا کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔

> نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور خداوند نے تمہاری پیدائش کی غرض بھی اِلَّا لِیَعْبُدُوْن فرما کر ثابت کر دیا کہ تم میرے عبد ہو۔ میری واحدانیت کا اقرار کرو۔ کامل محبت اور کامل بھروسہ کے ساتھ۔ میں تمہیں قرب کی راہیں بتاتا ہوں جن پر چل کر فاصلے ختم ہو جائیں گے۔

چنانچہ بیٹے اس ۷۰۰ احکامات پر مشتمل کتاب جس کا نام خدا تعالےٰ نے خود قرآن مجید رکھا ہے[1] کا مطالعہ سادہ اور آسان نمونے سے بھی کیا جائے تو تم دیکھو گے کہ ان احکامات میں زور کس پر ہے؟ یہ تو تمہیں علم ہے کہ سورۃ الفاتحہ بمنزلہ کلید قرآنِ مجید ہے۔ یعنی مطالب قرآن کی کنجی ہے۔ اس کے معانی اور مطالب لمبی لمبی سورتوں سے بھی زیادہ وسیع ہیں۔ اور کیوں نہ ہو یہ سارے قرآن کے لئے بطور متن کے ہے[2]۔

اس کی عظمت و اہمیت اس سے بھی واضح ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے دو دفعہ ایک دفعہ مکۃ المکرمہ میں اور ایک دفعہ مدینۃ المنورہ میں نازل فرمایا۔ دراصل مختصر اگر کہوں تو سورہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے[3]۔ آدھی سورۃ میں صفات الٰہی کا ذکر ہے اور آدھی میں بندے کے حق میں دعا ہے۔ اس عرش کے خزانے

---

[1] تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۵ [2] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶ [3] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶

یعنی اس پہلی سورۃ کی پہلی آیت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے۔ یہ تم جانتے ہو نا؟ یعنی میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ گویا اسی ایک آیت میں خدا تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں۔ ایک نام تو ذاتی ہے اور دو نام صفاتی ہیں۔ اس وقت صفاتی نام رحمٰن اور رحیم کا مختصر ذکر کر لیتے ہیں۔

رَحْمٰن: رحمان وہ ہستی ہے جو اپنی مخلوق پر بے انتہا کرم کرتی ہے اور ایسے انعامات سے اسے فیض یاب کرتی ہے جس میں بندوں کی کسی کوشش یا عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ یعنی وہ ہستی تمہاری کسی محنت کے بغیر تمہیں نوازتی ہے۔ اور یہ بھی مت بھولئے کہ جس اللہ کے نام سے تم نے ابتدا کی ہے

رَحِیْم: اس کا ایک صفاتی نام رحیم بھی ہے۔ یعنی وہ اپنے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت کام کرنے والے کو بہتر سے بہتر نتائج دیتا ہے۔ یعنی صحیح محنت کو صحیح پھل سے کبھی محروم نہیں کرتا کیونکہ وہ رحیم ہے اب آگے جانے سے پیشتر ہم یہیں تھوڑی دیر وقفہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آخر خود کو "رحیم" کہہ کر خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ تو عزیزم! سنو خدا تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ میری تخلیق آخری صحیح محنت کر کے مجھ سے صحیح پھل کی توقع کرے۔ میری تخلیق یہ بھی جان لے کہ میں نے اسے بغیر مقصد کے پیدا نہیں کیا بلکہ وہ عبد ہے اور عبادت اس کی پیدائش کی غرض ہے اور اس غرض کا تقاضہ ہے کہ وہ انتہائی عاجزی اور فروتنی سے خدا تعالیٰ کے ساتھ چمٹا رہے اور صفت رحیمیت کا تقاضہ ہے کہ بار بار رحم کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ رحم سے ہی نکلا ہے۔ مگر بار بار انعام کرنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ انسان یعنی عبد ایک ہی فعل کا بار بار انعام پاتا ہے بلکہ یہ مراد

ہے کہ وہ نیکی کی حقیقت کو سمجھ کر بار بار نیک اعمال بجالاتا ہے اور پھر بار بار نیک پھل کی خواہش ضرور کرتا ہے۔ اسطرح نیکی کر نیکی طاقت اور اُسکے بار بار بجالانے کی طاقت اور بھی ترقی کر جاتی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور مومن کی نیک خواہش اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ نیکی کے کاموں میں اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف گزشتہ فعل پر انعام کا رنگ ہی نہیں رکھتا بلکہ آئندہ نیکی کے لئے ایک بیج کا کام بھی دیتا ہے[1]۔

بیٹے غور کرو! یہاں صفت رحیمیت پہ زور ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی صفات الٰہیہ میں سے صرف صفت رحیمیت پر ہی اگر زور دیا جائے تو اس صفت کا تقاضہ ہے کہ بندہ کچھ عمل کرے اور پھر انعام کی توقع کرے۔ یعنی جب تک بندہ کوئی عمل نہ کرے رحیم سے انعام کی توقع نہ رکھے۔ رحیم رحم کرے گا بار بار کرے گا لیکن بندہ کسب و عمل کرے اور بار بار کرے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمل کون سا؟ یعنی زور کس عمل پر ہے؟ تو میرے بیٹے یوں تو ہم (سب مسلمان ہیں) خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے ماننے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید آخری کتاب ہے جس میں دینِ محمدی مکمل اور جامع صورت میں ہمیں عطا ہوا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور فرشتوں اور یوم البعث اور دوزخ و بہشت پر ایمان رکھتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں اور اہل قبلہ ہیں اور جو کچھ حلال ہے اس کو حلال قرار دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ[2]۔ لیکن ایمان اور عقیدہ کے علاوہ اس دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اسلام کی عمارت کے جو پانچ ستون ہیں انہیں بھی مضبوطی

[1] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۲۳ [2] نور الحق جز اول صفحہ ۵

سے تھامنا پڑتا ہے۔ اور وہ پانچوں ستون اپنی اپنی جگہ پر بہت اہم اور عظیم ہیں۔ ان کی عظمت و اہمیت پر انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ تمہارا جواب ملنے پر کچھ ضرور لکھوں گی اور دعا کے ساتھ خط ختم کرتی ہوں۔

عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں دیتی

عزیزہ کو، بچوں کو اور تمہیں پیار و سلام

والسلام

مَیں امی تمہاری تمہارے لئے ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم احمد سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمد للہ کہ آپ سب لوگ بچے و بیگم خوش و خرم ہیں تم نے لکھا ہے کہ تم نماز پڑھتے ہو مگر باقاعدگی سے نہیں۔ جب ننھی جاگی نہیں ہوتی ہے تو تم نماز پڑھ کر دفتر چلے جاتے ہو اور جب رات کو یہ سوئی ہوتی ہے تو پڑھ کر سو جاتے ہو گویا۔

۱۔ گویا تم نماز کا پانچ وقت التزام نہیں کرتے۔

۲۔ گویا تم نماز گھر پر ہی پڑھتے ہو۔

۳۔ گویا تم دینی ماحول کا نقشہ گھر میں پیش نہیں کرتے۔

۴۔ گویا تم اپنے بیٹے کو جمعہ پر ساتھ لے کر نہیں جاتے۔

گویا یہ چند حقائق ہیں جو تمہارے خط سے سامنے آتے ہیں۔ ان کا ایک ایک کر کے تجزیہ کریں گے۔ فی الحال میں گزشتہ خط کا کچھ اعادہ کر کے آگے چلتی ہوں۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ ایمان کی درستگی کے بعد اعمال کی درستگی لازمی ہے اور سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی تمہاری سمجھ میں آ گئی ہے کہ خدا کا محبوب بننے کے لئے عمل ضروری ہے اور

> ایمان ایک قوت ہے جو شجاعت اور ہمت انسان میں پیدا کرتا ہے

عمل صفاتِ الٰہیہ کے تکرار اور عبادت کا نام ہے۔ عبادت کے لفظی معنی انتہائی تذلل کے ہیں۔ یعنی کامل بندگی، کامل عاجزی اور کمزوری کا اقرار کر لینا۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اقرار صرف اور صرف کامل ہستی کے سامنے کرنا ہے اور کامل ہستی وہی ہے جو ہر عیب، نقص، کمی، خامی، سستی اور غفلت سے منزہ اور پاک ہے۔ تمہیں بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ہستی خدا تعالیٰ کی ہے۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے مطابق، نباتات، جمادات، پہاڑ، سمندر، سورج اور چاند سب تمہاری خدمت کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمہارے کسی عمل کے نتیجے میں تمہاری خدمت نہیں کر رہے۔ بلکہ تمہارے اشرف المخلوقات ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ تمام کائنات خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے تسخیر کر دی اب تمہارا فرض ہے کہ اس کائنات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ تم بھی کسی کی مخلوق ہو۔ خادم ہو۔ اور جس کی تم مخلوق ہو اس خالق نے تمہیں پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے۔ ہاں اس ماورا ہستی کو تمہاری عبادت سے قطعی کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ اُسے کوئی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ کامل ہے۔ صاحب جمال و جلال ہے۔ اپنی تمام صفات میں بدرجۂ اتم متصف ہے۔ تمہاری عبادت یا خدمت سے نعوذ باللہ کوئی شان یا ترقی خدا تعالیٰ کو نہیں ملے گی۔ ہاں تمہیں ترقی اعلیٰ و ارفع قابلیتیں، قوتیں اور خوشحالی خدا نے اس حد تک دی ہے کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا سے مقام محمود تک پہنچ سکتے ہو۔ بلکہ خدا اور اپنے درمیان فاصلے ختم کر سکتے ہو اور یہ تمہارے فائدے کی بات ہے۔ جو محض عبادت سے تم حاصل کر سکتے ہو۔ یعنی تمہارا مجاہدہ اور کوشش خدا تعالیٰ

> عبادت کیا ہے جب انسان انتہاء درجہ کی محبت کرتا ہے۔ انتہا درجہ کی امید ہو۔ انتہاء درجہ کا خوف ہو یہ سب عبادت میں داخل ہیں

سے تمہارے تعلقات کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور محبت بڑھا دیتا ہے۔ پس ان تعلقات الٰہی کو مضبوط کرنے کے لئے اور محبت بڑھانے کے لئے ارکانِ اسلام کو مضبوطی سے پکڑنا پڑتا ہے۔ اور یہی میرے خط کی غرض ہے کہ کچھ تفصیل میں جاؤں کہ تم کس طرح ان ارکان کو مضبوطی سے پکڑ سکتے ہو

اے فرزندِ اسلام! مندرجہ ارکانِ اسلام تشریح طلب ضرور ہیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں عبادت کی بجا آوری سے پہلے تمہیں ان کے اغراض اور اہمیت بتاتی چلوں۔ تاکہ عبادت کو بجالانے کا مفہوم تمہیں بغیر دقت کے سمجھ میں آجائے۔ اچھا! تمہیں یہ بتانے کی مجھے ہرگز ضرورت نہیں۔ کہ اسلام یعنی سلامتی کا مذہب انہیں پانچ ارکان کو نسخۂ کیمیا کے طور پر تمہیں عطا کرتا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ حرفِ اول کی طرح تمہیں یہ نسخہ سکھانے میں اوّلیت دی گئی ہے اور کھانے پینے کے ساتھ ساتھ تمہاری گھٹی میں ڈالا گیا ہے۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بوڑھے طوطے کے سامنے پچیس تیس سال پرانی ویڈیو فلم REPLAY کی جائے ہاں تمہارے بچوں کے لئے حتی المقدور تشریح کرتی ہوں جو انہیں بتاتے ہوئے تمہیں بھی یاد آجائے گا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہ کلمہ طیبہ ہے۔ اس کا پہلا حصّہ لا الٰہ الا اللہ ہے اس کے تین فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اِسے بآوازِ بلند پڑھ لیتا ہے ہم اسے مسلمان اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہیں۔

دوسرا فائدہ یہ ہے۔ جب اس کے معنوں پر حقیقی طور پر ایمان لاتا ہے تو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو تب ذریعہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ

میرا مولیٰ ان کو اسباب بناتا ہے اور اُسی نے ان میں تاثیر رکھ دی ہے۔

تیسرا فائدہ جس کی شہادت تمام انبیا علیہم السلام اور تمام اولیائے کرام یک زبان ہو کر دیتے آئے ہیں کہ جب اس کلمہ کی کثرت کی جاوے اور اسے بار بار سمجھ کر دہرایا جاوے تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اور اس کے قرب کی راہ میں جو حجاب اور پردے ہوتے ہیں وہ آسانی سے بتدریج اُٹھ جاتے ہیں[1]۔ سو مکرر سنو کہ پہلا حصّہ گناہوں کو دُور کرنے کے لئے اور دوسرا حصّہ نیکیوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ تو عزیزم اس توحید و رسالت کی شہادت کے بعد عمل کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ اور عمل رحیمیت کے فیض کو حاصل کرنے کا حوصلہ، ہمت اور قوت کا نام ہے۔ یہ قوتِ عمل ہی تو عبادت ہے۔ جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے نام سے موسوم ہے۔

نماز: نماز یعنی ذکرِ الٰہی پہلی اور اہم ترین عبادت ہے۔ جس کا تعلق خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ یہ پہلی کسبی سعیٔ ہے جس کی بنا پر تم اپنے رحیم خدا سے اس کی صفت رحیمیت کے مطابق اجر و رحم کی توقع کرو گے۔ بیٹا بار بار میں نے رحیمیت کی صفت پر زور دیا ہے۔ تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تم اس صفت کا نظارہ کرنے کے لئے سعی کرتے جاؤ گے تو وہ سعی کرنے پر رحمت کرتا جائے گا کیونکہ وہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کے مطابق مانگنے والوں کو دیتا ہے پکارنے والوں کو سنتا ہے اور کھٹکھٹانے والوں کے لئے کھولتا ہے۔ تو بیٹے یہ کھٹکھٹانا کیا ہے؟ نماز ہی تو ہے۔ اس کی یعنی کھٹکھٹانے کی تفصیل میں جانے سے

> عمل کے سوا کوئی قول جان نہیں رکھتا نرا فہم اور اعتقاد نجات کے لئے کافی نہیں

[1] مرقاۃ الیقین صہ۴۳

پہلے میں تمہیں باقی تین اقسام کی عبادات اجمالی طور پر بتا دوں تاکہ زور جس پر ہے وہ عبادت بغیر خوفِ طوالت کے تم پر واضح کر سکوں۔

سو عزیزم سنو! کلمہ طیبہ اور نماز کے بعد خداوند عالم نے ذمہ داری اور ریاضت کا ایک سبق دیا ہے وہ ہے رمضان شریف کے روزے۔

روزہ جو دوسرا طریقۂ عبادت ہے۔ میرا خیال تو یہی تھا کہ ان تینوں ارکان کا مختصر ذکر کر کے نماز تک جا پہنچوں کیونکہ یہی زیر موضوع ہے لیکن رمضان المبارک کا مہینہ آگیا ہے جو تقاضہ کرتا ہے کہ رمضان کا احترام کرتے ہوئے اس کی افادیت پر زور دے دوں۔ تاکہ اس کا حق ادا ہو۔ اگرچہ مجھے احساس ہے کہ طوالت تمہارے اعصاب پر گراں گزرتی ہے مگر بچے اختصار بھی تو کبھی کبھی پہیلی کی شکل میں تمہیں چڑا دیا کرتا ہے۔ چلیئے درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اچھا تو سنیئے۔

رمضان المبارک کے مقاصد قرآن کریم نے جو بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ لعلکم تتقون ۲ ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم

لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔

یعنی اس روحانی ریاضت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ صائم کو تقویٰ عطا کرے گا اس میں خشیت اللہ بیدار ہوگی اچھے کاموں کی طرف رغبت اور بُرے کاموں سے نفرت پیدا ہوگی۔ گویا روزہ ایک ماہ کا ریفریشر کورس ہے جو ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ کورس کرنے والوں کو صبر و ضبط سکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی و عظمت کا اقرار کرنا سکھاتا ہے۔ اور تیسری غرض روزوں سے شکر ادا کرنا ہے۔ شکر اس رب العزت کا جس نے روزہ دار کو یہ توفیق دی کہ استقامت کے ساتھ بھوک اور

پیاس کو برداشت کر سکے برائیوں سے بچ سکے اور نیکیوں کی طرف راغب ہو سکے۔ نظم و ضبط کی پابندی کر سکے۔ اور خود اعتمادی کی قوت کو بڑھا سکے۔ الغرض رمضان کا یہ مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ایک حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی درج کر کے آگے چلتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب ماہِ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کا کوئی دروازہ مطلقاً نہیں کھولا جاتا۔ جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اے طالبِ خیر! نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اے بُرائی کا ارادہ کرنے والے! تو فوری طور پر بدی سے رُک جا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس ماہِ رمضان میں کئی لوگوں کو آگ کے عذاب سے آزاد فرماتا ہے۔ اور یہ کارروائی ماہِ رمضان میں ہر روز ہوتی ہے[1]

اچھا تو رمضان المبارک کی عبادت اتنی فضیلت والی عبادت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے بدلہ میں حاصل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "الصوم لی و انا اجزی بہ" یعنی روزہ میرے لئے ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام نیکیوں کے بدلے میں دس گنا ثواب بڑھاتا ہے۔ لیکن روزہ ایسا عمل ہے کہ اس کے بدلے میں کوئی حد نہیں۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کا قرب ہی حاصل ہو گیا تو پھر "اللہ دے اور بندہ لے" والا معاملہ ہے اور حدیث شریف میں یہاں تک آیا ہے کہ

اذان کے وقت مضمون وغیرہ پڑھنا جائز ہے

[1] ترمذی

روزہ دار کے لئے قرآن شریف بھی سفارش کرے گا۔ تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت حاصل ہوسکتی ہے۔ تم حدیث شریف کو ذرا پڑھو میری کیا طاقت کہ سمندر کو کوزے میں بند کرسکوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور انور صلعم نے فرمایا۔ "روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے (یعنی اُس مومن بندے کی جو دن میں روزہ رکھے اور رات کے وقت تلاوت قرآن کریم کرے) چنانچہ روزہ لسانِ حال سے کہے گا۔ اے میرے خدا میں نے اِس بندے کو کھانے اور خواہشات سے دن کے وقت روکے رکھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا۔ اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ چنانچہ یہ دونوں سفارشات روزہ اور قرآن کی قبول ہوں گی۔ انشاءاللہ

پس اس شیطانی خیالات سے روکنے والے مہینے میں تہجد، تراویح اور لیلۃ القدر یکجا ملتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف اسی مہینہ کو افضلیت حاصل ہے۔ وگرنہ سال میں رات کی بیداری میں اکثر مومن خدا تعالیٰ سے باتیں کرتے ہیں۔ مناجات پیش کرتے ہیں۔ راز و نیاز کرتے اور خدا تعالیٰ سے قریب ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک ایسی رات جس کے لئے خدا تعالیٰ نے خود ہزار مہینے سے بھی بہتر رات فرما دیا صرف رمضان شریف میں دستیاب ہوتی ہے۔ بیٹے! ذرا تو غور کرو کہ ایک ایسی رات کی عبادت انسان کو نصیب ہو جائے جو ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر درجہ رکھتی ہو۔ تو وہ کیسا خوش نصیب انسان ہوگا جو ایک رات میں ہزار مہینوں کا ثواب حاصل کرے اور فرشتے اس رات اپنے رب کے حکم سے تمام امور کے لئے اترتے ہوں اور پھر سلامتی کی نوید پائے اور فرشتوں سے اپنا حال دل بیان کردے۔ ذرا بتاؤ تو سہی کہ اس سے

بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہے کہ آج کی رات خدا تعالیٰ اپنی تمام رحمتیں ہی بندے کے حوالے کردے کہ جا آج تو میرے فرشتے بھی تیرے لئے دعا رحمت کرتے ہیں۔ مگر ایک بات نوٹ کرو کہ یہ رات واضح طور پر مقرر نہیں ہے کہ کون سی تاریخ ہوگی یعنی اس کو پانے کے لئے رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرنا ہوگا۔ گویا آخری دس دن کی طاق راتوں میں کوئی سی رات لیلۃ القدر ہوگی۔ جس طرح دماغ کو تیز کرنے کے لئے Quiz رکھا جاتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک Quiz رکھ دیا کہ بندہ دس راتیں انہماک اور جستجو سے دعاؤں میں لگا رہے۔ عبادت کو اپنی Peak پر پہنچا دے کہ وہ رات مجھے نصیب ہو جائے۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی جامع دعا فرما دی ہے جو اس عزت والی رات میں تم کرسکتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" اے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا اور بڑا کرم کرنے والا ہے اور درگزر کرنا تجھے بہت پسند ہے۔ پس تو میری غلطیوں سے درگزر فرما۔ آمین یارب العالمین اس دعا کے بعد آؤ ہم اگلی عبادت پر چلتے ہیں اور وہ ہے۔

زکوٰۃ: یہ مالی قربانی بھی اسلام کی ایک اہم عبادت ہے۔ چونکہ عبادت کوئی ٹیکس یا بوجھ نہیں ہے بلکہ اس سے خدا تعالیٰ کا یہی منشا ہے کہ بندہ اپنے محبوب خدا سے تعلق پیدا کرے سو یہ بھی ایک مثالی راہ عبادت کی اسلام نے اس کے سامنے رکھ دی ہے۔ تاکہ اِن راہوں پر اپنی ہمت کے مطابق چل کر کوچۂ خدا میں پہنچ جائے۔ سچی عبادت اور صحیح عبادت اگر دنیا میں رائج ہو جائے۔ تو اس دنیا کو پیدا کرنے والے مہربان آقا سے اتصال کی وجہ

دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاوے جس سے اللہ تعالیٰ کی روح میں جوش اور محبت پیدا ہو۔

سے بُغض، ظلم اور نفرت کی جگہ محبت ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کا سات سوگنا ثواب دے کر اس کے سامنے یہ دروازہ کھول دیا اور فرمایا "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا"[1] یعنی ان تمام مومنوں سے جو اسلامی حکومت تلے رہتے ہیں۔ ان سے صدقے لے کر ان کے دلوں کو پاک کر دے۔ اور ان کے مالوں کو بھی صاف کر دے پس اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کے لیے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مال کو بڑھانے کے لئے خدا کی راہ میں خرچ کریں کیونکہ خدا کی راہ میں دینے والا مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ بلکہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہے کیونکہ اس کا دیا ہوا اسی کے واسطے خرچ کیا جا رہا ہوتا ہے۔

حضرت مصلح الموعودؓ نے انفاق فی سبیل اللہ کی تشریح بہت آسان لفظوں میں تمھیں سمجھائی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد تم پر یقیناً یہ واضح ہو جائے گا۔ کہ مالی قربانی کی عبادت اپنی اہمیت اور نوعیت کے لحاظ سے منفرد ہے آپ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ اس آیت میں صرف اس قدر فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے تمھاری ضرورتوں کے لئے دیا ہے اسے خرچ کر د۔ یہ ضرورت کے مطابق ملنے والی چیز علم بھی ہو سکتا ہے عقل بھی، جرأت بھی۔ غیرت بھی۔ دفا بھی ہاتھ پاؤں کی خدمت بھی۔ آنکھ ناک کی خدمت بھی روپیہ پیسہ کی خدمت بھی۔ غرض کوئی چیز بھی جس کی نسبت کہا جا سکے کہ خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ اور اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دی ہے۔ اور اس کے خرچ کرنے کا حکم ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ روپیہ تو دوسروں

[1] سورہ توبہ رکوع ۱۳

کو امداد کے طور پر دیتا ہو۔ لیکن مثلاً کھانا نہ دیتا ہو۔ یا کھانا دیتا ہو اور کپڑا نہ دیتا ہو۔ کپڑا دیتا ہوں مکان نہ دیتا ہو۔ یا مکان تو دیتا ہو مگر اپنے ہاتھوں سے خدمت نہ کرتا ہو یا ہاتھوں سے خدمت تو کرتا ہو مگر اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچاتا ہو تو اس آیت پر پوری طرح عامل نہ سمجھا جائے گا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس آیت پر عامل نہیں جو غریبوں کو روپیہ دیتا ہے بلکہ وہ بھی عامل ہے جو لوگوں کو علم دیتا ہے۔ بلکہ وہ بھی عامل ہے جو یتیموں، بیواؤں کے کام کرتا ہے۔ یہاں تک کہ موجد بھی عامل ہے جو رات دن محنت کر کے کوئی ایجاد کرتا ہے[1]"

غرض ہر عطا شدہ طاقت کے خرچ کرنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے تعاون اور محبت کے قیام کے لئے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ باہمی ہمدردی اور تعاون سے محبت بڑھتی ہے۔ اور تمدن ترقی کرتا ہے۔ جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ اسلامی معاشرہ کی روح ہے۔ اچھی محبت و ہمدردی، پیار و اخوت بڑھانے کے لئے ایک اور قدم آگے بڑھیں تو ایک اور اجتماعی عبادت حج بھی بنائے اسلام ہے۔

حج: اس بنائے اسلام کی تفصیل میں جانے سے پہلے پھر ایک دفعہ میں عبادت کے مفہوم کو تم پر واضح کروں گی تاکہ تم کو سہولت ہو سنو! عبادت کا مفہوم اصطلاحِ اسلام میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کیساتھ اس سے کامل محبت اور اس پر کامل بھروسہ کے ساتھ ساتھ اس سے کامل خوف رکھا جاوے اور اس کی کمال تعظیم کی جاوے اور اس کی صفات کو اپنایا جاوے اور اس کے تمام احکام کی پابندی کی جاوے[1]

عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

[1] تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۲۱

مگر اس حج کے حکم کی پابندی میں خدا تعالیٰ نے سفر کی سہولت، راستہ کا امن اور مالی استطاعت کو شرط رکھ دیا ہے۔ گویا یہ آخری عبادت وہ ہے جہاں تلاش کرنے والا خدا کو تلاش کر لیتا ہے۔ اور خدا کو پا لینے والوں کا اپنی آنکھوں سے دیدار کر لینا ہے۔ یہاں ایمان بالغیب اس کے کام آتا ہے۔ یعنی جس طرح عاشق چاہتا ہے کہ محبوب کے گرد گھومتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی محبت میں جان و مال کی قربانی کر کے مومن یہ اظہار کرتا ہے کہ خدایا! ظاہری نشان کے طور پر تو میں تیرے گھر کا طواف کر رہا ہوں۔ جو تیرے پیارے بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر و مرمت کیا تھا۔ اور یہی میرا قبلہ ہے اس کے گرداگرد طواف کر کے میرا جسم گھومتا ہے اور سنگِ آستانہ کو چومتا ہے۔ لیکن میری روح محبوبِ حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے۔ اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق پر میں کوئی شرک نہیں کرتا۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک دوست ایک جانی دوست کا خط پا کر چومتا ہے۔ ارے ہاں! یہ جواب ہے تمہارے اُس بچپن کے سوال کا کہ آپ قرآن مجید کو چومتی کیوں ہیں؟ جانی! کبھی دل چاہتا ہے کہ اپنے جسم کے فعل سے اور محبت اور انکساری کا اظہار کیا جائے اور یہ اچانک ہو جاتا ہے۔ اس میں میرے ارادہ کا دخل نہیں ہوتا تمہیں دیکھ کر بھی کئی بار میں بے ساختہ ساتھ لگا کر پیار کر لیا کرتی ہوں۔ اس لئے کہ تم پر واضح ہو کہ جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ روح کو زندہ رکھنے کے لئے جسمانی عبادت پر زور دیتی رہتی ہوں۔ ہاں ایک بات اور وضاحت طلب ہے کہ حجاج پتھر کو بوسہ کیوں دیتے ہیں؟ تو سنو![1] "کوئی مسلمان

[1] مخزن معارف

خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا۔ اور نہ ہی حجرِ اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ پس جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہم حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ پتھر کے لئے نہیں ہوتا۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے (حضرت اقدسؑ) پس ہم اس کو چومتے ہیں تو اس لئے کہ جسمانی طور پر اپنے ولولۂ عشق و محبت کو ظاہر کریں نہ کہ بطور پرستش۔ اچھا بیٹے مختصر یہ کہ خدائے رحیم نے تمہاری زندگی کے گلدستے میں عبادت کے جو پھول لگائے ہیں یہ تمہاری زندگی کو روحانی اور جسمانی دونوں لحاظ سے سنوارنے کے لئے اشد ضروری ہیں انہیں پھولوں کے گلدستے سے تمہاری روحانیت کی تکمیل ہو گی اور تم اپنے خالق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ عبادات کے ہر پھول کو برموقع اور برمحل پانی دینا سینچنا اور سجانا تمہارا ذاتی عمل ہے اور ان اعمالِ صالحہ سے ہی زندگی مرتب ہوتی ہے۔ اوہو! یہ باتیں تو ضمناً ہوتی رہیں اور خط طول پکڑ گیا۔ اچھا اصلی زور جس پر تھا وہ انشاءاللہ اگلے خط میں سپردِ ڈاک کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو

والسلام

تمہاری امی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہٖ الکریم

پیارے بیٹے احمد!

خدا تمھارے ساتھ ہو۔ آمین!

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تمھارا خط ملا۔ شاباش۔ کہ تم نے بہت توجہ سے پڑھا اور عمل کا وعدہ کیا ہے۔ تم یقیناً حیران ہوں گے کہ امی کو کیسے پتہ چلا کہ "میں نے توجہ سے خط پڑھا ہے۔" تو سنو بیٹے جب تم نے تقریباً ہر حصّہ خط کا مجھے جواب دیا ہے اور کچھ مزید باریکیاں حل کرنے کی باتیں کی ہیں۔ تو اس کا مطلب قطعی واضح ہے کہ تم نے توجہ سے اس کو پڑھا ہے۔ اب خدا تعالیٰ تمہیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ عمل کی زندگی کو باحسن پورا کرو۔ جزاکم اللہ۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنی بات پر زور دوں۔ تمہاری بات کا جواب دیتی ہوں کہ میں تقریباً تین نمازیں روز پڑھتا ہوں۔ جب صبح بیٹی جاگتی ہے تو پڑھ چکا ہوتا ہوں اور جب رات کو آتا ہوں تو سو چکی ہوتی ہے۔

تمھاری مندرجہ بالا بات بتاتی ہے کہ تم نماز گھر پر ہی پڑھتے ہو۔ مسجد کو آباد نہیں کرتے ہو۔ ہے نا! اے فرزند اسلام سابقہ تین خطوط میں تم اس نتیجہ پر یقیناً

پہنچ گئے ہو گے کہ نفس کو سدھارنے کے لئے کسی قدر مشقت اٹھانی پڑتی ہے اور قدرے مشقت اٹھا کر اگر منفعت بخش نتائج برآمد ہو جائیں تو سودا مہنگا نہیں۔ ہے نا اور واضح ہو کہ صحیح عبادت وہی ہے جس میں قدرے مشقت اٹھانی پڑے۔ ٹھیک ہے نا؟ اور چونکہ رب العالمین کی ہستی اپنی صفت ربوبیت کے مطابق جانتی ہے کہ میری مخلوق کی قوت اور قابلیت کتنی ہے اور اس کے مطابق تکمیل روحانیت کا نسخہ کیا ہے۔ اس لئے اس رب العزت نے ہمارے بچاؤ، ترقی اور اتصال کے لئے وہ نسخہ تجویز کیا ہے جو عاجزی یعنی عبادت ہی تھا اور عاجزی و فروتنی جس عمل میں زیادہ تر میسر آتی ہے وہ صرف نماز ہی ہے۔ جو روحانی قوٰی کو قوت بخشتی ہے۔ اور جسمانی طور پر کچھ مشقت کے بعد اتنی نفع رساں ہے کہ بندہ کو خدا سے ملا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ فرما کر مومن کی نشاندہی کر دی ہے۔ یہ کہ مومن نماز کو گرنے نہیں دیتے۔ وہ ہمیشہ یہی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی نماز درست اور باشرائط ادا ہو۔ یعنی وہ نماز پڑھتے وقت بیرونی اثرات سے متاثر نہیں ہوتے۔ بلکہ نماز میں اتنی یکسوئی سے مشغول ہوتے ہیں گویا وہ اپنے خدا کو دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی پانچ وقتہ نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس کا سلسلہ توڑنے میں اپنی شکست اور بے چینی محسوس کرتے ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے أَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ فرما کر نماز کو اپنا ذکر قرار دیا ہے کیونکہ صرف نماز میں ہی نمازی دل کی کیفیت اور خدا کی حقیقی شان کو سامنے لا کر اس کی تعظیم کرتا ہے۔ پُرشوکت دعائیں مانگتا ہے۔ پُرسوز التجائیں کرتا ہے۔ نیک کاموں

امام کو نہ چاہیئے کہ جلدی جلدی سورہ فاتحہ پڑھے۔ بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ مقتدی سن بھی لے اپنا پڑھ بھی لے۔

کی توفیق مانگتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور ہم سعادتوں کی کنجی سے سعید روحیں فائدہ اٹھاتی ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کی عبادت کا محتاج نہیں ہے۔ نہ کسی کا اظہار ادب اس کی شان یا تکریم میں اضافہ کرتا ہے۔ نہ کسی کی غفلت و بے راہ روی نعوذ باللہ اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ کیونکہ کسی تعظیم و تکریم سے نادان انسان ہی خوش ہوا کرتا ہے۔ خدا کی ذات اس سے بہت ارفع ہے۔ پس عزیزم یاد رہے کہ نماز دین کا مغز ہے اور بندہ نماز میں اپنی کمزوریوں کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور اس کی رحمت کو طلب کرتا ہے۔ اس طلب کے جذبہ کو ظاہر کرنے کے لئے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ مقرر کئے گئے ہیں۔ گویہ ایک رسمی سی بات ہے لیکن یہ تمام حرکات حکمت سے خالی نہیں بلکہ روحانیت کو مکمل کرتی ہیں۔ میں نے پہلے بھی کسی خط میں بتایا تھا کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوا کرتا ہے۔ جیسے کہ ایک غمگین انسان کے پاس بیٹھ کر کوئی ہنسے اور ہنسائے تو تھوڑی دیر کے لئے غم کا اثر کم ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح خوشی کا اثر انسان کے چہرے اور دوسرے اعضاء پر ضرور پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ ایک رات کے صدمہ سے بعض لوگوں کے بال تک سفید ہو گئے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے ہماری قلبی کیفیت شدتِ محبت اور شدت ادب کے اظہار کے لئے مختلف حرکات اس عبادت میں مقرر فرما دیں جس کا نام نماز ہے۔ مثلاً ہمارے ملکوں میں انتہائی تذلل کی علامت سجدہ کرنا ہے۔ سو جب ہم پروردگار کے سامنے کچھ بیان کرنا چاہیں گے تو دعا کے ساتھ ساتھ اپنے جسم کا سب سے اونچا حصہ یعنی سر خدا کی جناب میں جھکا کر علامتاً شدت ادب و گریہ زاری ظاہر کریں گے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس

شدت گریہ زاری یا شدتِ محبت کے اظہار کے لئے وقفہ کی گنجائش خدا تعالیٰ نے رکھی ہے؟ تو واضح یہ ہوا کہ یہ Round the clock والا نسخۂ کیمیا برائیوں اور بدیوں سے نجات دینے والا۔ شیطانی وساوس کو رفع کرنے والا۔ فحشاء اور منکر کو کھلم کھلا روکنے والا ہے۔ بھلا اس میں ناغہ یا وقفہ چہ معنی دارد؟ یعنی ایسی نماز جس میں ناغہ کیا جاوے۔ اسلام کے نزدیک نماز ہی نہیں[1]

اب تم یہ بتاؤ پابندیٔ وقت کی کیا اہمیت تمہاری نظر میں ہے؟ جب تم جانتے ہو کہ پابندیٔ وقت کامیابی کے لئے لازمی Factor ہے۔ تو نماز بھی جو کامیابی کا ایک متعین راستہ ہے۔ اس راستے پر چلنے کے لئے معین وقت کی پابندی بھی اشد ضروری ہے۔ ناغہ اور وقفہ کی گنجائش ہرگز نہیں ہے۔ تم تھوڑی دیر کے لئے عام فہم سادہ زبان میں یہ سمجھ لو کہ نماز ایک نعرہ ہے۔ کہ جاگو سفینے والو اس کا تقاضہ ہے جس طرح ہم اپنی سفینۂ زندگی کو سال، مہینے، دن اور گھنٹوں میں تقسیم کرتے ہیں اسی طرح ایک دن کو پانچ اوقات نماز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دن کے ہر حصے کو ضرورت ہے کہ وہ خیر و خوبی سے برکتوں کا متحمل ہو۔ کوئی لمحہ غفلت کا ایسا نہ گزرے کہ ہمیں غفلت کی نیند سلا دے اور وہ زنجیر کی کڑی ٹوٹ جائے جو نمازوں نے زنجیر کی صورت بنائی ہے۔ پس یقین کرو کہ جہاں تم نے ایک نماز چھوڑی زنجیر ٹوٹ گئی۔ اس زنجیر کے ٹوٹ جانے سے جو دو نمازوں کے درمیان خلاء پیدا ہو گیا۔ وہ کس طرح پورا کرو گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم نماز کو اس کے صحیح اوقات میں ادا کیا کرو۔ اور اپنی دنیوی مصروفیات کو تھوڑی دیر کے لئے ثانوی حیثیت دے کر اولیت نماز میں دے

[1] تفسیر کبیر صفحہ ۱۰۴

لیا کرو۔ جیسے قرآن مجید میں آیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا

خیر میں نے تو اپنی سمجھ کے مطابق تمہیں یہ تصور کرنے کے لئے کہا کہ نمازوں کے سلسلہ کو زنجیر سے تشبیہ دے لو۔ میرا مطلب صرف تمہیں ذہنی طور پر نماز کے سلسلہ کو منقطع کرنے سے روکنے کا تھا مجھے واثق امید ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کھینچی ہوئی عکسی تصویر قطعی روک دے گی کہ تم پنج وقتہ نماز کے سلسلہ کو کہیں سے توڑ دو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں۔ بلکہ اگر غور کرو تو یہ دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے۔ جیسے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ

یعنی قائم کر نماز کو دلوک الشمس سے۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہاں قیام صلوٰۃ کو دلوک الشمس سے لیا ہے۔ دلوک کے معنوں میں گو اختلاف ہے۔ لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دلوک ہے۔ اب دلوک سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں۔ اس میں حکمت اور کیا ہے۔ قانون قدرت دکھاتا ہے۔ کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دلوک ہی سے شروع ہوتے ہیں۔ اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں۔ پس یہ طبعی نماز بھی اس وقت سے شروع ہوتی ہے۔ جب حزن و ہم و غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اس وقت جب کہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اس وقت اگر زلزلہ آوے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت

اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

اس طرح سوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالش ہو تو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہوگا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالش ہوئی ہے اب بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت میں نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا۔ کیونکہ وارنٹ یا سمن تو اُسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر وکیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کی تردوات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے یہ وہی حالت دلوک ہے۔ اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکسی حالت نماز ظہر ہے اب اس پر دوسری حالت وہ آتی ہے جبکہ وہ کمرہ عدالت میں کھڑا ہے۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں۔ اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے۔ کیونکہ عصر گھونٹنے اور نچوڑنے کو کہتے ہیں۔ جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے۔ اور فرد قرار داد جرم لگ جاتی ہے۔ تو یاس اور ناامیدی بڑھتی ہے۔ کیونکہ اب یہ خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی۔ یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے۔ پھر جب حکم سنایا گیا اور کانسٹیبل یا کورٹ انسپکٹر کے حوالہ کیا گیا۔ تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کی عکسی تصویر ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کی حالت کا وقت آگیا۔ اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے[1]۔ اس روحانی عدالت کا عکسی نقشہ دیکھنے کے بعد اب بولو کہ میں کیا بتاؤں؟ کیا تمہارے ناغہ کے جواز کی کوئی صورت پیدا ہوئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو یاد رکھو کہ تارکِ نماز کے لئے بڑے

> اولوالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جل شانہٗ کا ذکر اُٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں

---

[1] انفاخ قدسیہ ص۱۴۳

سخت الفاظ آئے ہیں۔ میں ہرگز اپنے قلم کو یہ اجازت نہیں دوں گی کہ تمہیں مخاطب کرتے ہوئے یہ حقیقت بیان کر ڈالے۔ لیکن یہ بھی زیادتی ہوگی کہ خوشخبری تو تمہیں سنا دوں کہ نماز کو سنوار کر بلاناغہ پڑھنے میں بڑے بڑے انعامات رکھے ہیں۔ لیکن تارک نماز کے لئے انذاری کلمات سے آگاہ نہ کروں۔ سو بچّے سنو! نماز ترک کرنے کی قباحت کا ذکر حدیث شریف میں یوں آیا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ۔
"جس کی ایک عصر کی نماز ضائع ہوگئی یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس کا گھر بار لٹ گیا اور اس کو واپس لینے پر قدرت نہیں رکھتا۔" اس حدیث میں صرف ایک نماز کی قیمت اس قدر بتائی گئی ہے۔ جو ایک شخص کے نزدیک اس کے اہل وعیال اور سارے مال واسباب کی ہوتی ہے۔ کون چاہتا ہے اس کے سامنے اس کے بیوی بچّے مال واسباب تباہ ہوجائیں۔ وہ اس امر کو اپنی موت سے بھی بدتر خیال کرے گا۔ رضا کے لئے عبادت ہے۔ اور اُس کے دربار میں پانچ وقت حاضری کا نام ہے۔ تو یاد رکھو کہ اس پانچ وقتہ حاضری کا محاسبہ بھی سب سے پہلے ہوگا۔ کیونکہ یہ حقوق اللہ کی عبادت بھی سب سے پہلی عبادت ہے۔ جس کا حکم بھی قرآن مجید کا پہلا حکم ہے۔ اس کی اہمیت واولیت کی بنا پر اس کا محاسبہ بھی اول ہی ہوگا جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "روز قیامت سب سے پہلے محاسبہ نماز کے متعلق ہوگا۔" تو کون شخص پسند کرے گا کہ بیوی بچوں کے حقوق، والدین کے حقوق۔ اپنے پرائے کے حقوق اور دوست واعزاء کے حقوق اپنی اپنی جگہ ادا کرلے اور حقوق العباد کے ساتھ ساتھ باقی حقوق اللہ بھی ادا کرتا ہے مگر صرف جسمانی مشقت۔ دعائے رحمت، پُرسوز التجائیں اور پُرشوکت دعائیں۔ یعنی صلوٰۃ ادا نہ کرکے کفار کی حد میں جا کھڑا ہو۔ میرا یقین ہے کہ ایسا خالی العقل کوئی بندہ بشر نہیں ہو

گا کہ جس کو یہاں تک معلوم بھی ہو کہ قرآن مجید میں پچاس مرتبہ اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین نے صلوٰۃ کے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول خدا محمد مصطفٰے صلعم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے اور جب آپؐ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ "نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔" (بخاری شریف) اس فرمان کے بعد بھی اس کا دل اس پسندیدہ عمل کے لئے "مہر یافتہ" ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہو کہ نماز ایک حصار ہے۔ جس کے اندر رہتے ہوئے وہ شیطانی حملوں سے بچ سکتا ہے پھر اس حصار سے باہر رہ کر وہ امید رکھتا ہو کہ یہ نقد بہشت اسے مفت مل جائے گی تم اس کی سوچ پر تم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

تو اچھا عزیزم خدا حافظ تم نماز کو اپنے وقت پر ادا کرو تاکہ تم بھی خدا کے محبوب عمل کے عامل ہو جاؤ۔ جزاکم اللہ

محبت و پیار کے ساتھ

والسلام

تمہاری ہمدرد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عزیزی احمد

خدا تمھارے ساتھ ہو! آمین

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ تم نے لکھا ہے کہ "آپ اتنا لمبا خط لکھ دیتی ہیں کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔" شاباش۔ یہ بھی میرے ہی کھاتہ میں ڈال دو۔ کیوں خط تمہیں پکڑ لیتا ہے؟ عزیزم یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی وقت میں خط کو سارا پڑھ کر دراز میں رکھ دیا جائے۔ بلکہ دو تین بار پڑھو۔ اور ان الفاظ کو خالی حروف کا جوڑ توڑ مت خیال کرو بلکہ میرے دل کی پکار ہیں جو خدا تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۲ میں فرماتا ہے۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا یعنی اپنے اہل کو نمازوں کی تلقین کیا کرو اور پھر صبر سے اس پر قائم ہو جاؤ۔ یہاں اپنے اہل و عیال کو نماز کی تلقین کا حکم ہے اور پھر صبر کے ساتھ قائم رہنے کی بھی تلقین فرمائی ہے کیونکہ قانون قدرت ہے کہ بچے ماں باپ کے پیچھے چلتے ہیں۔ گویا نماز کی تلقین کرنا اور خود بھی نماز پر قائم رہنا میرے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اس لئے میں تعمیل کر کے خوشی محسوس کرتی ہوں کہ تمھیں مخاطب کرنے کا موقع ملا۔ باقی ......

"شاید کہ تیرے دل میں اُتر جائے میری بات"

اچھا! تم ایک تو خط لمبا ہونے کا شکوہ کرتے ہو۔ دوسرے خود ہی ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیتے ہو۔ جو تقاضا کرتا ہے کہ میں تسلی بخش جواب مہیا کر دوں ایک کام کرو یا تو

سوال پیدا نہ کرو۔ یا جواب سننے کا حوصلہ پیدا کرو اور میرا خیال ہے کہ صبر اچھا پھل پیدا کیا کرتا ہے کیا یہ منظور ہے؟ ٹھیک ہے تو چلو آگے۔

تمہارا سوال اس خط میں یہ تھا کہ دنیا میں بہت لوگ ایسے دیکھے گئے ہیں جو پانچ وقت کے نمازی ہیں۔ لیکن تمیز سے خالی اور غیرت سے عاری ہیں۔ ایسا کیوں؟

عزیزم! تمہارے ذہن میں یہ بات اس لئے آئی ہے کہ تم نے نماز کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا۔ اور اعتراض برائے اعتراض لے کر چل پڑے ہو۔ اچھا سنو! صلوٰۃ صلی سے ہے جس کے معنی لکڑی کو گرم کر کے سیدھا کرنے کے ہیں ہر خرابی سے بچائے رکھنے کے ہیں۔ خامیوں کو دور کرنے اور احکام الٰہی پر غور کرنے کے ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ جس عبادت کے لفظی معنے ہی اتنے بلند ہوں اور بے شمار خوبیاں سمیٹے ہوئے ہوں اس کا ادا کرنے والا اس کی روحانی کیفیت سے دوچار نہ ہو سکے اور ناپسندیدہ فرد بن جائے جبکہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے نہایت واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ

یعنی نماز کھلے طور پر بے حیائی سے روکتی ہے۔ یہاں غور کرو لفظ صلوٰۃ کا استعمال ہوا ہے۔ (اس لفظ کو اپنے ذہن میں رکھنا) گو صلوٰۃ کے معنی دعا، رحم، استغفار، تعظیم یا عام عبادت کے ہوتے ہیں۔ لیکن عرفِ عام میں عبادت فیھا رکوع، سجود و قیام وغیرہ وغیرہ ہے۔ جس کو ہماری زبان میں نماز ہی کہیں گے۔ پس نماز خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق بدیوں اور برائیوں کو روکتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ایک نمازی ناپسندیدہ شخص بن جائے یا بنا ہے۔ اصل میں اس شخص کی نماز میں کہیں نہ کہیں

کجی ضرور رہ جاتی ہے۔ دکھاوا یا ریاکاری کا شائبہ ضرور ہوتا ہے جو عام طور پر نہیں نظر نہیں آتا۔ وگرنہ جس چیز کو علاج بتایا گیا ہو اور ہر سنگدل سے سنگدل پر اس کی ٹھنڈک کا اثر لازمی قرار دیا گیا ہو اور آہستہ آہستہ خواہش و منہیات سے بچ جانے کا موجب بھی ہو۔ انسانی فکر کو بلند بھی کرتی ہو۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انسان سنوار کر نماز پڑھنے کے باوجود کیسے برائیوں سے بچ نہ سکا ہو گا۔ اگر دیکھا جائے تو نماز دین کا ستون ہے اور ستون کا مطلب بتانے کی نہیں ضرورت نہیں ہے۔ تم ستون کی اہمیت بخوبی جانتے ہو۔ اگر ستون کمزور ہو جائے تو عمارت کا کیا حشر ہوتا ہے؟

> نیکی ایک زینہ ہے خدا اور اسلام کی طرف چڑھنے کا

چونکہ بے نماز اس ستون کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور دکھاوے کی نماز پڑھنے والا اس ستون کو مخدوش کر دیتا ہے پس اس ستون یعنی نماز میں مضبوطی لذت و سرور پیدا نہیں ہوتا وہ نماز سچے معنوں میں نماز نہیں ہوتی۔ حقیقی نماز وہ ہے جو حضور قلب سے ادا کی جائے نمازمیں یا نماز کے متعلق غفلت برتنے کی اور اس طرح ریاء کے طور پر نماز پڑھنے کی سخت مذمت قرآن میں آئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حضور قلب سے اور اس طرح لطف لے کر نماز ادا فرماتے تھے کہ غیر بھی دیکھ کر پکار اٹھتے تھے

قَدْ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ نماز پڑھتے پڑھتے آپ سرور و محبت سے پکار اٹھتے کہ "اے میرے رب میری روح اور میرے دل نے بھی تجھے سجدہ کیا۔" اس قسم کی نمازیں ہیں جو انسان کو خدا تعالیٰ سے ہم کلام کر دیتی ہیں۔ طوطے کی طرح منہ سے چند الفاظ رٹ لینے سے کچھ نہیں ہوتا[1]

[1] (المخزن معارف صفحہ ۱۷)

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کے ٹھونگے مارتی ہے بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو۔ اور دعائیں بہت کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بھی بہت دعا کیا کرو۔ تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو۔ اور جب تک سوز و گداز نہ ہو اسے ترک مت کرو۔ کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور سب کچھ ملتا ہے[1]

اور جس نماز کے لئے تم نے لکھا ہے کہ تزکیہ نفس نہ ہو سکا۔ وہ دراصل نمازی کی پست ہمتی کا نتیجہ ہے۔ کامل یکسوئی اسے حاصل نہیں ہوتی۔ شیطانی وساوس نے اسے گھیرا ہوتا ہے۔ وہ کھوکھلی نماز پیش کرتا ہے۔ اسے پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کہاں کھڑا ہے۔ کیا مانگ رہا ہے۔" بعض نمازیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جب پڑھنے والا سلام کے ساتھ اپنا منہ پھیرتا ہے تو وہ اس کے منہ پر ماردی جاتی ہیں کہ اسے ساتھ ہی لے جاؤ۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام کی نہیں۔" پس نمازی کے لئے حکم یہی ہے کہ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

یعنی تو خدا تعالیٰ کی عبادت اس رنگ میں کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو کم از کم خدا تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ تو ذہن میں ضرور رکھ۔ اچھا اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت سوچ کر پڑھیں۔ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں۔ سورۃ فاتحہ پر زور دیں۔ اس کی تکرار کریں خصوصاً ایاکَ نَعْبُدُ وایاکَ نستعین کا بار بار دہرانا طبیعت میں انکساری اور عاجزی پیدا

[1] بدر ۸ مارچ ۱۹۰۴ء

پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تم براہ راست خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر ایاک نعبد کہو اور خدا تعالیٰ کو واسطہ دو کہ میری مدد فرما میں تیری عبادت کر رہا ہوں اور وہ نعوذ باللہ رخ پھیر لے۔ یہاں تم نے خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھ کر جوشِ محبت سے سرشار ہو کر اسے پکارا ہے اور مخاطب کی ضمیر "ک" استعمال کی ہے گویا تمہیں عین الیقین حاصل ہو گیا۔ پھر کیسے خداوندِ عالم چپ رہے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

مذہب کی اول اینٹ خدا شناسی ہے

"یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے۔ اور میرے بندے نے جو کچھ مانگا میں اُسے دوں گا[1]"

قبلہ رُو ہو کر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے تم نے خدا تعالیٰ سے اقرار کر لیا۔ کہ میں تیرا بندہ ہوں میں تیری عبادت کا فیصلہ کر چکا ہوں تو میری مدد کر اور مجھے سیدھا راستہ دکھا دے آمین۔ یہ سوچنا پڑیگا کہ زور کس پر ہے۔ سورۃ فاتحہ جو قرآن کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ہر رکعت نماز میں پڑھی جانا ضروری ہے۔ چونکہ اس کی سات آیات میں سے آدھی میں صفاتِ الہیہ کا ذکر ہے۔ اور آدھی میں بندے کے حق میں دعا ہے یعنی آخری جتنے ضمائر آ رہے ہیں تقریباً صیغہ جمع ہی ہے یعنی ہم عبادت کرتے، ہم مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ تو یہ امر کی طرف اشارہ ہے کہ عبادت کو اسلام نے اجتماعی فعل قرار دیا ہے۔ اس لئے باجماعت نماز پر زور دے کر اس کے اصلی مفہوم کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ "ہم" کی ضمیر بتاتی ہے کہ زور کس پر ہے؟

---

[1] بخاری باب ایمان

اجتماع یعنی باجماعت پر بچے! تمہارے خط سے یہ اخذ ہوا تھا کہ تم نماز گھر پر ہی پڑھتے ہو۔ مسجد کی زینت تمہیں مدنظر نہیں یہ میں جانتی ہوں کہ تم اس کی اہمیت سے واقف ہو کر کبھی جان بوجھ کر ایسا نہیں کرو گے۔ ہے نا۔ تو تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا ہے۔ نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت اہم اصول دین میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر کے نماز گھر پر ہی پڑھ لے تو اسکی نماز نہیں ہوگی۔ اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا[1] یعنی نماز فرض بغیر جماعت کے صرف مجبوری کے ماتحت جائز ہے وگرنہ جسے نماز باجماعت کا موقع مل سکے مگر وہ باجماعت نماز نہ ادا کرے تو وہ بھی گنہگار ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کے لئے زور دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے یعنی ایک اور ستائیس کا فرق ہے۔ جہاں اکیلے نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ہوگا۔ وہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ستائیس گنا ثواب ہوگا۔ تو یہ صورت کتنی افضل ہے کہ کبھی نماز صحیح طور پر سنوار کر نہ پڑھی جائے اور گر جائے یا قضا ہو جائے تو ستائیس نمازوں کا ثواب ہی کمی پوری کر دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہے نا! ویسے بھی عام حالات پر غور کیا جائے تو باجماعت نماز کی فضیلت کے ساتھ ساتھ حکمتیں بھی بہت ہیں مثلاً

۱۔ ایک جگہ جمع ہونے سے محبت بڑھتی ہے
۲۔ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔
۳۔ ایک دوسرے کی نیکیوں کا اثر قبول کیا جاتا ہے۔ سستی دور ہوتی ہے۔

۴۔ اجتماعی دعاؤں کا موقع ملتا ہے

۵۔ باہمی اختلافات اور تفرقہ ختم ہوتا ہے۔

۶۔ باہمی مساوات اور اخوت کا سبق حاصل ہوتا ہے

۷۔ اطاعت اور تسلیم و رضا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

ان حکمتوں کو سمیٹنے کے لئے کوئی مقام ضروری ہے اور وہ مقام اجتماع یعنی مسجد ہے۔ مسجد کے لفظی معنی ہیں سجدہ کرنے کی جگہ۔ اور سجدہ گاہ کو آباد کرنے یا زینت دینے سے یہی مراد ہے کہ تمام شرائط کے ساتھ مسجد میں جاکر سنوار کر نمازیں ادا کی جائیں۔ مگر اکیلے یعنی انفرادی طور پر مسجد میں جاکر نماز کون پڑھے گا۔ اکیلے تو نماز گھر میں بھی پڑھی جاسکتی ہے پس مسجد میں پڑھنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ یہ اجتماعی عبادت ہے۔ اجتماع کی جگہ پر ادا کرنا مسنون اور اعلیٰ درجہ کی بات ہے اور اس اجتماع کی جگہ کا نام مسجد ہے یا دارالذکر۔ یہ مذہبی تقدس کو بحال کرنے کا مقام ہے۔ اس لئے تو حَيَّ عَلَى الصَّلوٰة اور حَيَّ عَلَى الفَلَاح کی اذان نماز سے پہلے گونجتی ہے۔ اور وہ اعلان کرتی ہے کہ

نماز کے لئے فوراً چلے آؤ

ہاں حقیقی کامیابی کی طرف فوراً چلے آؤ۔

تو ثابت یہی ثابت ہوا کہ باجماعت نماز ہی اصلی نماز ہے۔ اور یہ کہ کامیابی کی

> نماز ایک شربت ہے جو ایک بار اُسے پی لے اُسے فرصت ہی نہیں ہوتی۔ اور وہ فارغ ہی نہیں ہوسکتا ہمیشہ اُس سے سرشار اور مست رہتا ہے۔ اس سے ایسی محویت ہوتی ہے کہ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اُسے چکھتا ہے تو پھر اس کا اثر نہیں جاتا۔

دلیل ہے پس اس حَيَّ عَلَى الصَّلوٰة وَحَيَّ عَلَى الفَلَاح کے جواب میں جب تم دارالذکر کی طرف چلے ہی جاؤ گے تو اکیلے نماز کیسے پڑھو گے؟ امام کس کی امامت کرائے گا اگر مقتدی خود ہی انفرادی عبادت میں مشغول ہو جائیں گے۔ تو اسلام نے اسی لئے حکم دیا ہے کہ نماز سے کچھ عرصہ پہلے اذان ہونی چاہیئے جسے سن کر مسلمانوں کو اپنا کاروبار ترک کر کے نماز کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ یہ تیاری کا لفظ ذرا وضاحت طلب ہے۔ مگر تیاری کی اہمیت سے پہلے یہ بتا دوں کہ باجماعت نماز سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں ادا نہیں کی جاتی۔ ہاں رسمی طور پر لوگ عبادت کے لئے اکٹھے ہو جاتے ہیں جیسے عیسائی گرجا میں وغیرہ وغیرہ۔

پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

۱۔ چونکہ میں نے تمہیں یاد کیا ہے۔ اس لئے تو میرے شکر کے لئے نماز پڑھ۔

۲۔ میرے ذکر کے لئے نماز پڑھ۔ یعنی تیری نماز دکھاوے کے لئے کھوکھلی نماز نہ ہو بلکہ میرے ذکر کے لئے ہو[1]

بیٹے زیادہ باریک در باریک جانے کی ضرورت نہیں خط طول پکڑ جائے گا۔ میں تمہیں صرف اتنا بتانا چاہتی ہوں کہ تمام ذی العقول اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح۔ نماز و دعا ادا کرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝[2] فرماتا ہے کہ "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتمام ذوی العقول کرتے ہیں جو

[1] سورۃ طٰہٰ ۔ تفسیر کبیر [2] سورۃ نور رکوع ۶

آسمان اور زمین میں ہیں ۔ وہ طائر بھی جو صفیں باندھ باندھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں ۔ اور ان گروہوں میں سے ہر ایک کو نماز اور تسبیح کا طریق معلوم ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے واقف ہے ۔" واضح ہو بیٹے کہ یہاں جو لفظ "طیر" استعمال ہوا ہے ۔ اس سے مراد پرندے نہیں بلکہ انسان ہے جو ذوالعقل ہے ۔ کیونکہ فرماتا ہے کہ وہ خالی تسبیح ہی نہیں کرتے بلکہ انہیں نماز کا بھی علم ہے ۔ اور وہ صفیں باندھ باندھ کر نمازیں پڑھتے ہیں ۔ اب بتاؤ کیا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ پرندے ہماری طرح نماز پڑھتے ہوں ؟ نہیں ۔ تو اس سے بلند مرتبہ انسان ہی مراد ہے جو نمازیں پڑھتے ہیں صافات یعنی صفیں باندھ باندھ کر نمازیں پڑھتے ہیں اور صف باندھ کر کون نماز پڑھتا ہے وہ جو جماعت کے ساتھ صف باندھتا ہے ۔

> صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اُس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی ذریعہ نہیں ۔ یہ قرب کی کُنجی ہے اس سے کشوف ہوتے ہیں ۔ اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں ۔ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے ۔ لیکن اگر کوئی اس کو اچھی طرح سمجھ کر ادا نہیں کرتا ۔ تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں ۔

پس دعا ہے کہ میرا بیٹا بھی ایسا بلند مرتبہ انسان بنے جو صافات کے مطابق نماز باجماعت ادا کرنے کا اہل ہو ۔ آمین یارب العالمین

بیگم و بچوں کو پیار و دعا ۔ آیندہ مختصر خط لکھنے کا وعدہ !!!

والسلام

طالبہ دعا و دعا گو ۔۔۔۔ امی تمہاری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔۔۔۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پیارے بیٹے !

خدا تعالیٰ تمہیں توفیق عطا فرمائے کہ نیکی کی راہوں پر چل نکلو ۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

سابقہ خط کا خلاصہ تمہیں یاد ہوگا ۔ یہی ایک اہم بات تھی جو تم نے پوچھی تھی کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بد بال کرتے ہیں ۔ اس کا مطلب کیا ہے ۔ ان کو نماز نیکی کی طرف کیوں نہیں رغبت دلاتی ؟ تو بیٹے ! "نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے ۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ۔" وہ لوگ نماز کو ایک تاوان کے طور پر ادا کرتے ہیں ۔" ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں ۔ اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے ۔ مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جاویں ۔ اور پھر اس نماز سے یہ بات ان کو حاصل ہو جاتی ہے ۔ یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں ۔ پھر اُن کو کیوں یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دل کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے ۔ تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی ۔" [1] بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا

> نماز دنیا میں آئی ہے ۔ لیکن دنیا سے نہیں آئی

[1] ملفوظات جلد اوّل

یہ ایک جواب ہے۔ اس سے زیادہ قطعی اور مختصر جامع جواب تمہارے سوال کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب امید ہے تم سمجھ چکے ہوگے؟ باقی رہے ارکان نماز تو آگے جاکر میں تفصیلی طور پر ان کا خاکہ بنا کر پیش کرنے کی کوشش کردں گی۔ فی الحال مختصر یہ کہ نماز میں جب تم خدا تعالیٰ کے دربار میں دستک دیتے ہو تو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوتے ہو۔ اور قیام بھی آداب خدمت گار ان میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔"

> نماز خزینہ دعاؤں کا ہے جو مومن کو دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ جب تک اس کو درست نہ کرے اور طرف توجہ نہ کرے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں۔ نماز میں کر لیا کرو اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو

اس طرح جس مقصد کو لے کر تم پیدا ہوئے اس کو سلیقے سے ادا کر کے تم نمازی بن جاتے ہو۔ ہے نا؟ خدا کرے کہ ایسا ہو!

آج کچھ کم وقت میں کم باتیں کر کے خط ختم کرتی ہوں پھر انشاءاللہ

والسلام

تمہاری امی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیز بیٹے خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ آمین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

پچھلے سے پچھلے خط میں باجماعت نماز کی اہمیت پر میں نے زور دیا تھا۔ مگر یہ یاد رہے کہ مردوں کے لئے یہ خصوصی حکم ہے کہ باجماعت نماز ہی اصل نماز ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی نماز کا حکم ملا ہے۔ باجماعت کا ملا ہے۔ اس لئے اس کی تخصیص کرنا کوئی ضروری نہیں تھا۔ تاہم میں نے بہت سی باتیں تکرار کے طور پر تمہیں لکھ دی۔ تاکہ" زور کس پر ہے؟" تمہارے ذہن پر نقش ہو جائے۔ یہاں امام اور مقتدی کا لائحہ عمل کیا ہوگا؟ اس پر چند جملے لکھ دوں تو خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ بات تو واضح ہے کہ تم کسی غیر امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ مومن کا امام متقی مومن ہی ہو سکتا ہے

> مومن کے لئے نماز معراج ہے اور وہ اس سے اطمینانِ قلب پاتا ہے کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنی عبودیت کا اقرار استغفار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ غرض وہ سب امور جو روحانی ترقی کے لئے ضروری ہوتے ہیں موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔" ذرا توجہ کرو کہ نماز کا امام وہ ہوگا جسے قرآن کریم زیادہ حفظ ہوگا۔

اگر اس میں سب برابر ہوں تو جو عالم اور فقیہہ ہو اور اگر اس میں بھی برابر ہوں تو بڑی عمر والے کو ترجیح دیں گے۔ اور اگر کسی کے گھر ملنے کے لئے جاؤ تو میزبان امام ہوگا۔ سوائے اس کے کہ وہ دوسرے کو اجازت دے۔ مقتدی کی کوئی حرکت امام سے پہلے نہیں ہوگی۔

وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے۔ امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔

سجدہ سہو :۔ سے وہ سجدہ مراد ہے جو اپنی بھول کا اقرار کرنے کے لئے کیا جاتا ہے مثلاً

۱۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سجدہ یا رکوع میں قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھنی جائز نہیں۔

۲۔ اگر کمی بیشی کا خیال ہو تو یقینی حصہ سے نماز پوری کر لینی چاہیئے اور سلام سے پہلے یا پیچھے دو سجدے کرنے ضروری ہیں۔

تم نے لکھا ہے کہ امی نماز کی تیاری کی بات جو آپ نے کی ہے اس کی اہمیت سے مجھے انکار نہیں۔ مگر ظہر اور عصر کا وضو کیسے کروں جبکہ جرابیں بوٹ اتارنے اتنے آسان نہیں جتنے آپ سمجھتی ہیں۔

اچھا تو یاد رہے کہ نماز کی پہلی شرط ہی وضو ہے۔ وضو بھی ٹھیک طرح اُن شرائط کے مطابق جو شریعت نے مقرر کی ہیں۔ یعنی پاکیزہ کپڑوں کے ساتھ وضو کر کے مسجد میں دعائیں کرتے ہوئے داخل ہونا۔ پہلی شرط ہے۔ کیونکہ ارادہ نماز، وضو، حالتِ نماز، تمام عبادت کی راہیں ہیں۔ ان راہوں پر چلنے والے کے لئے چستی، ہوشیاری اور پاکیزگی ضروری ہے۔ اسی لئے روحانی اور ظاہری پاکیزگی کے لئے وضو کرتے وقت

کی دعا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

جس کا واضح مطلب ہی پاکیزگی اور توبہ استغفار کی درخواست ہے۔ یوں تو دین اسلام نے بہت ارفع حکمتیں بتائی ہیں۔ مگر میں عام فہم بات تجربہ کی تمہیں بتاتی ہوں جب تم تھک جاؤ یعنی صبح سے دوپہر تک اپنے دنیوی فرائض میں لگے رہو۔ تو دوپہر کو اُٹھ کر منہ ہاتھ اگر دھو لو تو دیکھو گے کہ تم کتنے تازہ دم ہو گئے ہو۔ تمام تھکان اتر جائے گی اور جب تمہارے ہاتھ پاؤں پر پانی پڑے گا۔ تو یقین جانو ایسے لگے گا کہ دہکتے ہوئے کوئلوں پر کسی نے ٹھنڈک ڈال دی ہو۔ اور جسم خود بخود اس ٹھنڈک سے ٹھنڈا ہو کر دعا دے گا۔ اگر سردیاں ہیں تو گرم پانی سے دھل کر تازہ اور گرد و غبار سے صاف ہو کر نرم ہو جائے گا۔ اب بتاؤ اے فرزندِ اسلام! کہ ان تمام مناجات کے لئے وضو، چستی، بیداری، طہارت اور ذہنی یکسوئی ضروری ہے یا نہیں ہے اگر ہے تو یہی کہ وہ گناہوں کی گرمی کو کم کرنے والا نسخہ ہے۔ جو وضو کے نام سے موسوم ہے۔ اسے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما۔ اس کی حکمتیں اور برکتیں میں کہاں تک گنواؤں مختصر یہ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز سے پہلے اس کا حکم تاکیدی دیا ہے۔ فرمایا ہے کہ:

یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (اعراف رکوع ۳)

یعنی اے مومنوں ہر مسجد کے پاس جاتے ہوئے اپنی زینت کے سامان مکمل کر لیا کرو یعنی وضو کر لیا کرو۔ اور ہوشیار ہو جایا کرو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے وضو کو زینت قرار دیا اور فرمایا کہ جب تم سجدہ گاہ میں اپنے خالقِ حقیقی کے حضور میں مناجات اور تعظیمات پیش کرنے جاؤ تو اپنے دامن کو پاک کر کے داخل ہونا یعنی ہر سجدے میں

جاننے والے نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ باوضو ہو۔ کیونکہ ارادۂ نماز، وضو اور حالت نماز تمام عبادت کی راہیں ہیں۔ جیسے کہ ابھی ابھی میں ذکر کر چکی ہوں اور ان راہوں پر چلنے کے لئے چستی، ہوشیاری اور پاکیزگی کی اشد ضرورت ہے تاکہ دماغی پراگندگی اور سستی جاتی رہے۔ وضو کی اہمیت تو یہاں تک ہے کہ اگر امام الصلوٰۃ کا نماز پڑھاتے وقت وضو ٹوٹ جائے تو وہ مقتدیوں میں سے کسی کو امام بنالے اور الگ ہو جائے۔ اور اگر کسی مقتدی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ لامحالہ جاکر وضو کرے گا۔ اور پھر نماز کو وہیں سے شروع کرے گا جہاں سے چھوڑی تھی مگر شرط یہ ہے کہ کسی سے اس نے بات نہ کی ہو۔

اگر کوئی شخص ذوق اور حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو پھر خارج نماز بے شک دعائیں کرے۔ ہم منع نہیں کرتے۔ ہم تقدیم نماز چاہتے ہیں

ہاں! ایک بات اور بھی مدنظر رکھو کہ اسلام چونکہ بہت پیارا اور آسان دین ہے۔ اس لئے ایک اور آسانی بھی کر دی ہے۔ کہ جب پانی میسر نہ آئے یا انسان بیمار ہو یا وضو سے بیماری کا خطرہ ہو تو تیمم کا حکم دے دیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ پاک مٹی یا کسی پاکیزہ گرد والی چیز پر ہاتھ مار کر اپنے منہ ہاتھوں اور بانہوں پر پھیر لینے سے تیمم ہو جاتا ہے۔ ایک بات اور یاد رہے کہ عبادت میں اور مقاصد کے علاوہ ہر ظاہری حرکت عابد کو چست و ہوشیار رکھنے کے لئے ہوتی ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہو تو تمہیں ہر حرکت نماز کے فوائد پر کچھ نہ کچھ ضرور سناؤں۔ کیونکہ یہ بھی خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کیا خیال ہے؟ چلو دوسرے خط میں پڑھ لینا کہ خدا تعالیٰ نے نماز میں کیا کیا حکمتیں رکھی ہیں اور کس طرح ہمارے لئے زندگی کے سامان پیدا کئے ہیں

جو ہمیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ رکھتے ہیں۔

خیر اس تیاری کے بعد ہم اس پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ نماز کے لئے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کہتے ہوئے خدا کے حضور قبلہ رو کھڑے ہو جائیں۔ ہے نا؟ تھوڑی سی مشق سے میری مراد یہ ہے کہ تمہیں ان حکمتوں کا یقین دلا دوں جو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف نماز کی صورت میں رکھی ہیں۔ اسی لئے تو نماز کو ہر وقت ساتھ رہنے والا مربی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی ہر ظاہری اور باطنی حرکت کوئی نہ کوئی مربیانہ مقصد ضرور ساتھ لئے ہوتی ہے۔ الگ الگ کہاں تک بیان کروں تم مشق کرتے جاؤ تو میں حکمت بیان کرتی جاؤں گی۔ کیونکہ اتنی دور بیٹھے بھی مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم بچپن سے نماز کی کیفیت سے قطعی واقف ہو۔ اب تو تمہارے اعضا یعنی ہاتھ پاؤں خود بخود بیس سال سے دہرا دہرا کر کسوٹی بن چکے ہیں۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے دل کی آنکھوں سے اس کا نظارہ کرو کہ آخر اللہ تعالیٰ نے اقامت الصلوٰۃ میں کیا کیا حکمتیں رکھ دی ہیں۔ تاآنکہ ناغہ، وقفہ، سستی اور ٹی وی، ریڈیو کبھی بھی تمہاری نماز کی کوالٹی پر اثر انداز نہ ہوں آمین یارب العالمین۔

عقل مند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر میں ہے۔ اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرے

والسلام

طالب دعا

تمہاری امی

"ثمارِ عشق ہیں کیسے کبھی تو چکھ کر دیکھ
یہ بیج باغ میں اپنے کبھی لگا تو سہی
نظر نہ آئے وہ تجھ کو یہ کیسے ممکن ہے
حجاب آنکھوں کے آگے سے تو ہٹا تو سہی"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی احمد! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین!

تمہارا خط ملا حالات سے آگاہی ہوئی۔ مشق کے لئے تیار رہو۔ چلو تم نے دعا میں نیت باندھتے ہوئے جو الفاظ بولے ہیں ان کا مطلب ہی یہ تھا کہ میں اپنی توجہ تمام تر خداوند عالم کی طرف کرتا ہوں۔ جو زمین و آسمان کا خالق ہے۔ اور میں شرک سے قطعی بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ قبلہ رو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر اور ہاتھوں کو قبلہ رو کر کے انگوٹھوں کو اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں کی لوؤں تک لائے ہو۔ تو تم نے یہ نیت کی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا ہوں۔ اس ظاہری حرکت کا مطلب یہ ہے کہ نمازی دوسرے سب خیالات کو دور کر کے عبادتِ الٰہی کے خیال میں محو ہو جائے۔ یعنی یہ حرکت طبعی طور پر باقی سب امور کو ترک کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ "مومن یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ سب دنیا سے قطع تعلق کر کے اپنے مولا کی طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں بیداری اور چستی بھی پیدا ہوتی ہے۔"

اب تم نے سینہ پر ہاتھ باندھ لئے ہیں۔ اور مؤدب ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ...... کہتے ہوئے تم اقرار کرتے ہو کہ اے اللہ تو

ہر نقص سے پاک ہے۔ اور ہر خوبی سے جو تیری شان کے لائق ہے متصف ہے اور تیرا نام تمام برکتوں کا جامع ہے اور تیری شان بہت بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے بعد تم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہتے ہو کہ اے اللہ میں ہر اس بد روح سے جو تیری درگاہ سے دور کی گئی ہے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اس کا مجھ پر اثر نہ ہو۔ اور تیری درگاہ سے میں دور ہونے والوں میں شامل نہ ہو جاؤں۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھتے ہو۔ ٹھیک ہے نا پھر اس کے بعد آمین دل میں کہتے ہو۔ اور کوئی سی سورۃ پڑھتے ہو۔ کم از کم ایسی سورۃ ضرور پڑھتے ہو جو تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے۔ یعنی تین آیات سے کم والی سورۃ نہیں پڑھتے ہو۔ پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تم رکوع میں چلے گئے۔ یہاں تم نے یہ بات مدنظر رکھی ہے کہ تمہارا سر اور ٹانگوں کے اوپر کا حصہ ایک دوسرے کے متوازی ہو جائیں۔ اس جھکاؤ میں تم اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھتے ہو کہ ٹانگوں میں خم آنے نہیں دیتے جب کہ زبان سے سبحان ربی العظیم کہہ کر تم اپنے رب کی شان و وسعت کا اقرار تین بار کرتے ہوئے واپس سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے مؤدب کھڑے ہو جاتے ہو۔ یہاں تم ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے ہو اور کہتے ہو کہ اے میرے رب سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ کثرت سے تعریف اور پاک تعریف جو سب تعریفوں کی جامع ہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے جب تم اس کیفیت میں آ جاتے ہو کہ تذلل

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں بچہ تھا بوڑھا ہوا میں نے کسی خدا پرست کو ذلیل حالت میں نہیں دیکھا۔ اور نہ اس کے لڑکوں کو دیکھا کہ وہ ٹکڑے مانگتے ہوں۔

گویا

متقی کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ ذمہ دار ہوتا ہے

کی حقیقی روح تم پر غالب ہو جاتی ہے اور تم اپنے جسم کا سب سے بلند حصّہ خدائے دو جہاں کے آگے بے ساختہ جھکا دیتے ہو۔ کیونکہ تمہارا سارا وجود خدا کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں صبر نہیں کر سکتا۔ میری پکار سُن يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ بار بار انتہائی عاجزی سے دہرلتے ہو۔ جبکہ تمہارا ماتھا زمین پر پوری طرح لگا ہوا ہے اور تمہاری سات ہڈیاں زمین پر جُھک کر اس کی شان اور بلندی کا اظہار کر رہی ہیں۔ ایک بات تم دھیان سے سُنو جب تم خدا کے سامنے جھک کر اپنے بچھے ہوئے وجود کا ثبوت دیتے ہو تو بیداری اور چُستی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یعنی سجدہ میں تمہارے دونوں ہاتھ قبلہ رو زمین پر لگے ہوتے ہیں۔ اس طرح کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں دبا کر قبلہ رُو کی ہوتی ہیں۔ بعدہٗ تم اللہ اکبر کہہ کر بیٹھ جاتے ہو تمہاری بائیں ٹانگ تو تہہ ہو کر نیچے آجاتی ہے اور دائیں ٹانگ اس طرح ہوتی ہے کہ وہ بھی تہہ کی ہوئی ہے مگر تمہارا پاؤں اس طرح کھڑا ہوتا ہے کہ انگلیاں قبلہ رخ ہوتی ہیں تمہاری اس لچک سے یہ ثابت ہو رہا ہوتا ہے کہ تم بیدار ہو اور چست ہو۔ خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضری دیتے وقت بے دلی اور غیر دلچسپی کا اظہار ہونے نہیں دیتے۔ اتنی بے ساختگی میں بھی تمھیں لازم ہے کہ دو زانو رہو اور آلتی پالتی مار کر نہ بیٹھو۔ یہاں تم دعا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ پڑھتے ہو کہ میرے رب میرے گناہ معاف کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے سب صداقتوں کی طرف راہ نمائی بخش اور مجھے تمام عیبوں سے محفوظ رکھ اور مجھے اپنے پاس سے حلال اور طیب رزق عطا فرما اور تمام نقصانات سے بچا۔ یہ اتنی جامع اور اعلیٰ دعا کرنے کے بعد تم پہلے کی طرح دوسرا سجدہ کرتے ہو۔ اور پھر

> فتح کے لئے ضرورت ہے تقویٰ کی اور فتح اس کو ملتی ہے جس سے خدا خوش ہو

سجدہ میں اپنے خدا سے دعائیں مانگتے ہو۔ دن بھر کی کمزوریوں کی معافی مانگتے ہو اگلے لمحات کی خیر و برکت کی بھیک مانگتے ہو اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جاتے ہو یہاں تمہاری ایک رکعت مکمل ہوئی۔ دوسری رکعت کے تکرار کے بعد تم تشہد پڑھتے ہو۔ اس کے بعد درود شریف پڑھتے ہو پھر وہ دعائیں جو تمہیں یاد ہوں موقعہ محل یا اپنی ضرورت کے مطابق پڑھ کر تم پہلے دائیں پھر بائیں طرف سلام پھیرتے ہو بشرطیکہ نماز دو رکعت کی ہو وگرنہ تم تشہد کے بعد دوبارہ دوسری رکعتیں مکمل کرتے ہو۔ پھر سلام قدرے بلند آواز سے پھیرتے ہو..... اچھا بحیثیت نمازی ایک نمازی کی تمام حرکات و سکنات سے تم بخوبی واقف ہو کہ ہر جملۂ تعریف کے بعد اس کا (نمازی کا) تمام وجود خشیت و انکساری سے بھر جاتا ہے اور اس کا دل چاہتا ہے کہ اپنے خدا کے سامنے اپنی سب طاقتوں کو انتہائی درجہ پر خرچ کر دے۔ وہ سجدہ میں سر رکھتا ہے اور اس بے کیفی کے عالم میں بھی بیدار رہتا ہے۔ اخلاص اور یقین نے اس کے وجود کو اتنا دبا لیا ہوتا ہے کہ وہ ہر حرکت پر خدا تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کی شان اور بلندی کا اقرار کرتا چلا جاتا ہے۔ جس زبان سے اسکی عظمت اور سبوحیت کے گیت گاتا ہے اُسی زبان سے اور اُسی دم اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہے گنہگار ہونے کا اقرار کر کے بخشش کی التجا کرتا ہے۔ اور قربت و اتصال کی خواہش کرتا ہے۔

تو اے فرزندِ اسلام! تھوڑی دیر کے لئے اگر غور کرو تو تمہارا وجود کانپ

> نماز ختم کرنے کے بعد لمبی چوڑی دعا کرنا ایسے ہی ایک رسم اور عادت ہے وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کو ملا تھا۔ جلد جلد گزار دیا اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگنی شروع کردی

جائے گا کہ تم نماز میں ناغہ کر کے کتنی بڑی سعادت کو کھو دیتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھنڈک سے غفلت کر کے کتنی گرمی اور تپش اپنے لئے خرید لیتے ہو۔ میرے بیٹے! نماز عبادت میں گودے کی حیثیت رکھتی ہے اور گودے کا حقیقی قدر دان خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق ہوتا ہے۔ اور ایک ماں یہی دعا کرے گی کہ اس کا بیٹا سچا عاشق ہو۔ آمین۔

اس دعا کے بعد میرا خیال ہے تم اتنا صبر و حوصلہ ضرور رکھتے ہو کہ خود بھی تمام تقاضوں کے ساتھ نماز کی حفاظت کرو گے۔ مسجدوں کی زینت کو قائم کرو گے اور انشاء اللہ دوسروں میں بھی رائج کرو گے کیونکہ "اقامت الصلوٰۃ کا مطلب یہ نہیں کہ صرف تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کو بھی نماز کے لئے کھڑا کرو۔"

یقین سمجھو کہ خدا کو پانے کا یہی گُر ہے کہ جو قبل از وقت چوکنا اور بیدار ہوتا ہے۔ ایسا بیدار کہ گویا اس پر بجلی گرنے والی ہے اس پر ہرگز نہیں گرتی لیکن جو بجلی گرتے دیکھ کر چلاتا ہے اس پر گرے گی اور ہلاک کرے گی وہ بجلی سے ڈرتا ہے نہ خدا سے۔

خدا کرے کہ تم خدا سے توفیق پاکر۔

۱۔ نہ تو نماز کی زنجیر توڑو۔

۲۔ نہ تو بے دلی اور سستی والی نماز ادا کرو۔

۳۔ نہ تو مسجد سے دور رہنے میں عافیت خیال کرو۔

۴۔ نہ تو جمعہ کی نماز میں، عیدین کی نماز میں، جنازہ اور حاجت کی نماز میں دفتری مصروفیات اور تجارتی اشغال کی بنا پر ترک جاؤ۔

۵۔ نہ تو خدا تعالیٰ تمہیں فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ والوں کی صف میں کھڑا کرے۔ آمین۔ خدا وہ دن کبھی نہ لائے کہ خدا تمہیں کہے کہ "اے بندے کیا تم رک جاؤ گے۔" اور شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا؟ اور اپنی دلچسپیوں میں تمہیں مشغول کر کے تمہاری توجہ بانٹ دے گا۔ اور تم ذکرِ الٰہی سے غافل ہو جاؤ گے یہ تو اس محبتِ الٰہی سے وفا نہیں جس کا دعویٰ تم کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ کے محبوب کی محبت کا جب تم نے دعویٰ کر لیا اور نبوت و رسالت کا اقرار کر لیا۔ اور نمازیں ترک کر دیں اور قرآن کی اتباع میں سستی کر لی تو تم اپنے دعویٰ میں سچے نہیں ہو۔ کیونکہ کلمہ شہادت کے ساتھ تم پر ایک ذمہ داری آن پڑی ہے اور وہ ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی۔ جس کا تقاضہ یہی ہے کہ تم نماز کو اولیت دو۔ کیونکہ عمل کی پہلی اور آخری سیڑھی یہی ہے۔ پہلی سیڑھی پر چڑھے بغیر کوئی کام آسان نہیں ہوتا۔ کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ فلاح پاتا ہی وہ شخص ہے۔ جو اپنی نمازوں میں خدا تعالیٰ کے حضور روتا ہے گڑگڑاتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ فرما کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ تحفہ عطا کیا ہے جو اپنے محبوب کو میزبانی کے طور پر معراج کی رات عطا کیا تھا۔ اس پیارے وجود نے رفیقِ اعلیٰ کے پاس پہنچنے تک اپنے سینہ سے لگائے رکھا۔ وہ اتنا خالق کے قریب ہو گیا۔ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کا درجہ پا لیا۔ پس میں تمہیں سہ بار تشریحاً اور تفصیلاً بتا چکی ہوں کہ الٰہی

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے...... ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہو گا یا ناراض

کلام قرآن مجید میں زور کس عبادت پر ہے۔ سو واضح ہو کہ زور نماز پر ہے اور نماز کیا ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

نماز۔ ایک دعا جو درد، سوزش اور حرکت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔ تاکہ یہ بد خیالات اور بُرے ارادے دفع ہو جائیں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جائے۔ خدا تعالےٰ کے احکام کے مطابق چلنا نصیب ہو۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ مشکلات کے وقت وضو کر کے کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ نماز سے زیادہ خدا کے قریب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ مشکل، دکھ اور مصیبت کے وقت وضو کر کے خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو جاوے اور دعا کرے۔ وہ درحقیقت انسان کی آواز سنتا ہے وہ حلیم ہے، علیم ہے اور کلیم ہے کوئی اس کے سوا یار و مددگار نہیں۔

> سب زبانیں خدا تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ چاہیے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ نماز اندر دعائیں مانگے کیونکہ اس کا دل پر اثر پڑتا ہے۔

تو بیٹے! نماز پر زور تھا۔ کہ یہی ایک لازمی ہزار خوبیوں اور برکتوں کی جامع عبادت نماز ہے جو شانِ عبدیت ظاہر کرتی ہے۔ یہ نور اس وقت آپ کو ملا جب سرور کائنات محسنِ انسانیت اتنے بلند اور ارفع مقام پر تھے کہ فرشتے سلام پیش کرتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام تک پیچھے رہ گئے۔

اقامت الصلواۃ فرما کر خداوندِ عالم نے مومنوں کو پہلا فرض سونپا اور اتصال خدا کا نسخہ عطا کر دیا۔ اور یہی وہ پہلا فریضہ تھا جو اپنے محبوب کو اپنی پہلی ملاقات میں

تحفتہً پیش فرمایا۔ رمضان المبارک کے ایام میں سات آسمانوں سے گزر کر معراج کی رات جب سید المخلوقؐ اپنے خالق کے حضور پیش ہوئے تو آپ کے حضور پنجگانہ نماز نذرانے کے طور پر پیش کی گئی۔ یہ نذرانہ آپ نے سینے سے لگایا اور بخوشی واپس تشریف لائے۔ وہاں آپ کی ملاقات سابقہ انبیاء علیہم السلام سے بھی ہوئی اور آپ کو ان انبیاء کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے ملاقات کا حال دریافت کیا تو یہ جان کر کہ آپ کو اُمّتِ محمدیہ کے لئے اتصال خدا کا نسخہ عطا ہوا ہے انہیں خوشی ہوئی اور آپ کی فضیلت اور باریابی پر رشک بھی پیدا ہوا۔

> دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنا چاہیئے۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان منوں دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا ہے۔ اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباعِ سنت ضروری ہے۔ مگر تلاشِ وقت بھی اتباعِ سنت ہے

ہر ماہ اگر ایک OBJECTIVE TEST حل کر کے دیکھو تو تمہیں خود بخود علم ہو جائے گا کہ کیا تم یُقِیمُونَ الصلوٰۃ کی فہرست میں آتے ہو؟ ایسا کرو کہ ہر سوال کے پانچ نمبر ہیں NEGATIVE MARKING سے تم اگر ۴۰/۳۰ نمبر حاصل کر لو تو گریڈ "B" میں پاس ہو جاؤ گے۔ بھلا کرو تو سہی۔

۱۔ کیا خود نماز سنوار کر ادا کرتے ہو؟

۲۔ کیا تمام شرائط ظاہری کے مطابق نماز ادا کرتے ہو؟

۳۔ کیا تندرستی میں یا پانی کی موجودگی میں وضو کر کے نماز پڑھتے ہو؟

۴۔ کیا صحیح اوقات پر نماز پڑھتے ہو؟

۵۔ نماز میں قیام، رکوع، سجود اور قعدہ کو عمدگی سے ادا کرتے ہو؟

۶۔ مقررہ عبادات، آیات اور دعائیں اپنے اپنے موقع پر اچھی طرح عمدگی سے پڑھتے ہو؟

۷۔ کیا دوسرے لوگوں کو بھی نماز کی ترغیب دیتے ہو؟

۸۔ کیا سُست لوگوں کو چُست کرنے کی سعی کی ہے؟

۹۔ کیا ماہ رمضان میں کبھی تہجد کے لئے لوگوں کو جگایا ہے؟

۱۰۔ جب امام سورۃ اعلیٰ پڑھتا ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کے وقت تم نے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا ہے؟ سورۃ غاشیہ میں امام صاحب نے اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ پڑھا تو جواب میں تم نے اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پڑھا تھا؟

۱۱۔ کیا اپنے بچوں خصوصاً بیٹوں کو جمعے پر ساتھ لے کر گئے ہو؟

۱۲۔ کیا تم نے ہر ہفتہ یا ہر ماہ یا سال میں کم از کم ایک یا دو بار صلوٰۃ تسبیح پڑھی ہے؟

۱۳۔ اگر نماز قضاء ہو جائے تو کیا نوافل سے اس کا حساب پورا کیا ہے؟

متفرقات :- چند باتیں قابل غور ہیں۔ عموماً مسجد میں جانے والوں کو جو پیش آجاتی ہیں۔ اور تمہارے ساتھ بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہو گا

۱۔ یہ کہ مقتدی سنتیں پڑھ رہا ہو اور اس اثناء میں نماز کھڑی ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ سلام پھیر کر نماز با جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں بعد میں پڑھ لے۔

۲۔ اگر کسی وقت امام دو نمازوں کو جمع کرے اور نمازی کو علم نہ ہو کہ کون سی ہے تو اس کی وہ نماز ہو گی جو امام کی تھی۔ اور دوسری نماز بعد میں پڑھ لینی چاہیئے

مثلاً اگر امام عصر کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اور نمازی اسے ظہر کی نماز سمجھ کر شریک ہوا ہے تو وہ اس کی عصر ہو گی۔ اور ظہر قضاء ہو گی وہ اُسے بعد میں پڑھنی چاہیئے۔ لیکن اگر نمازی کو علم ہو جائے کہ امام عصر کی نماز پڑھ رہا ہے تو اُسے بہر حال ظہر پہلے پڑھنی چاہیئے اور پھر عصر۔

> گناہ سے بچنے کی قوت مواخذہ الٰہی کے خوف سے پیدا ہوتی ہے

۳۔ جمعہ کی نماز میں تم جانتے ہو کہ پہلے چار سنتیں پڑھنی ضروری ہیں۔ لیکن تم اگر اتنی دیر سے مسجد میں داخل ہوئے ہو کہ خطبہ شروع ہو گیا ہے تو خطبہ کے احترام میں دو سنتیں پڑھ کر خطبہ دھیان سے سُنو۔

والسلام

تمہاری ہمدرد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نحمدہ ونصلی علٰی رسولہِ الکریم

عزیزم : سلمکم اللہ تعالیٰ

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے کہ تم خیر و عافیت سے ہو۔ یہ حرفِ ناصحانہ یعنی تمام خطوط کا ماحصل کچھ اس لئے دوبارہ درج کرتی ہوں کہ تم کسی کم فرصت کے وقت میں اگر صرف ہی چند اوراق پڑھ لیا کرو گے تو انشاءاللہ تمہیں خود بخود نماز کے لئے رغبت پیدا ہو جائے گی۔ اور نماز اپنی اہمیت تم سے خود منوا لے گی۔ ایسے میں یہ عبادت جو تمہیں دین و دنیا میں ہمیشہ کام آئے گی۔ خود بخود سرانجام پا جائے گی۔

پس سلسلے میرے بیٹے یہ تعویز جو خدا تعالیٰ کی زیارت کا قائم مقام ہے کسی لمحہ بھی تمہارے وجود سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ کامیابی کے لئے مداومت اور تکرار بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یَآاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَۃً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (سورۃ انفال آیت ۴۶) یعنی کامیابی کے دو گر ہیں۔ ایک قدم جمانا اور دوسرے دعاؤں میں جم جانا۔ تم نے رسہ کشی کا کھیل ضرور کھیلا ہو گا۔ جس میں پاؤں کا جمانا ہی اصل کامیابی ہے۔ اگر حدِ فاصل سے قدم ایک انچ بھی آگے بڑھا تو شکست گلے پڑ جاتی ہے۔ اس لئے جب تک تمہارا نفس تمام رسیوں

اخلاص والے کو خدا ضائع نہیں کرتا۔ نماز، دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مومن کے ساتھ کینہ جمع نہیں ہوتا

کے ساتھ جکڑا ہوا تمہاری حد میں تمہارے ماتحت نہ ہو جائے تم فاتح قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

دوسرے ذکرِ الٰہی میں مداومت و استقلال ضروری ہے۔ تو سنو تم جانتے ہو کہ ہر انسان جب کوئی کام کرتا ہے۔ تو وہ انعام کی توقع یا خوف کے جذبہ سے متاثر ہو کر کرتا ہے۔ تم ذکرِ الٰہی یعنی عبادات ہی اس لئے ہی بجا لاتے ہو کہ خدا کی رحمت اور اس کے فضل کی توقع تمہیں ہوتی ہے۔ تم اپنے پیدائش کے مقصد کو اس لئے پورا کرتے ہو کہ تم اس دنیا اور آخرت میں انعامات کے خواہشمند ہوتے ہو۔ تمہارا دل اکثر چاہتا ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کا شکریہ ادا کرے اور پھر جذبات سے لبریز ہو کر تم اس کے آستانہ پر اپنی حاجات بیان کرتے ہو۔ دعائیں پیش کرتے ہو اور دنیا کی زیادتیوں کا گلہ شکوہ کرتے ہو۔ اور جب تمہاری تسلی ہے سب مناجات خدا تعالیٰ سن لیتا ہے۔ تو تم شکریہ ادا کرتے ہو۔ مکرر کرتے ہو۔ کرتے ہو نا؟ اور بالکل اس وقت تمہارے اندر کہیں ایک خوف کا احساس بھی چھپا ہوتا ہے۔ وہ احساس تمہیں یاد دلاتا ہے کہ تم عبد ہو تمہاری کوئی کوتاہی شانِ عبدیت کے خلاف کوئی ڈگری نہ دے۔ لہٰذا اس شانِ عبدیت کو بلند کرنے کے لئے اکثر و بیشتر تمہارا وجود نیک اعمال بجا لانے کی طرف رغبت کرتا ہے۔ ان نیک اعمال میں کبھی روزہ، کبھی زکوٰۃ اور کبھی نماز سرِ فہرست ہوتی ہے۔ یعنی تم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ساتھ ساتھ ان کا مقام دیتے رہتے ہو۔ اور یہ سب انجانے خوف کے ماتحت کارفرما ہوتا ہے۔ اور یہ خوف

استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔ استغفار کلید ترقیات ہے

خدا تعالیٰ اور آخرت کا خوف ہی تو اصل میں نخلِ اسلام کے ایک پاسبان کی حیثیت سے تمہارے وجود کا حصہ بن چکا ہے۔ پس یہی عبادت ہے جس سے تم غافل نہیں ہو سکتے ہو۔ پس اس کو جاری رکھو۔ بلا ناغہ جاری رکھو۔ کیونکہ نماز ہی کی پابندی کرنے والے کو سردارِ کائناتؐ نے اعمالِ صالحہ کا سردار مقرر فرمایا ہے۔

پرکھ

یہ بھی کامیابی کا ایک گُر ہے کہ انسان اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے کہیں ناقص کوشش تو نہیں ہے کیونکہ صحیح کوشش، صحیح عمل پر ختم ہوتی ہے اور صحیح عمل کامیابی کا ضامن ہے۔ اور صحیح عمل کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان پہلے یہ کوشش کرے کہ اس کا پچھلا حساب درست ہو۔ وہ خدا تعالیٰ سے اپنی سالقہ لغزشوں کی معافی مانگے۔ ندامت کا احساس پیدا کر کے توبہ استغفار کرے۔ جو فرائض ادا کر سکتا ہے۔ ادا کرے۔ گو کہ نمازیں جو قضاء ہو گئی ہیں ان کو کوئی شخص دوبارہ نہیں پڑھ سکتا۔ اور نہ شریعت میں اس کا حکم ہے۔ یعنی کہ تم وہ نمازیں جو آج تک ادا نہیں ہو سکیں ادا کر کے اپنا حساب درست نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کی درستگی اس طرح ہو گی کہ آئندہ نماز کو اپنے وقت پر سوار کر ادا کرنا شروع کر دو۔ تکرار کرو۔ اور پھر دوام اختیار کرو۔ خدا تعالیٰ خود ہی تمہاری راہیں درست کر دے گا۔ نوافل کثرت سے ادا کرو۔ کیونکہ نوافل کے ذریعے انسان خدا کا اتنا مقرب بن جاتا ہے کہ خدا اس کے ہاتھ، اس کے پاؤں اور اس کی زبان ہو جاتا ہے۔ یعنی جو کام بھی وہ کرتا ہے۔ خدا کا کام ہو جاتا ہے۔ پھر کوشش کرو کہ ہر روز اپنا محاسبہ کرتے رہو۔ اور اس کا طریق کار یہ ہونا چاہیئے کہ "قرآن مجید جو روحانی عمارت

دعا میں شرط ناپسندیدہ ہے
جھوٹ ترک کئے بغیر
انسان مطہر نہیں ہو سکتا

تعمیر کرنے کے لئے ایک انجنیئر ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ ہمیں ایمان کی تکمیل کے لئے کون سی چیزوں کی ضرورت ہے۔ اور اس کا یہی طریق ہے کہ قرآن پڑھتے وقت جو جو اوامر اور نہی آئے اس پر غور کرتے چلے جاویں کہ آیا اس طرح ہمارا عمل ہے یا نہیں۔" روزانہ پڑھتے وقت جس حکم کا ذکر آوے اس پر سوچے کہ کیا میں یہ کام کرتا ہوں۔ جو نہی کا ذکر آوے اس پر غور کرے کہ میں اس سے باز رہتا ہوں[1]۔

خدا تعالیٰ تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین

اچھا بیٹے خط ختم کرنے سے پہلے ایک اٹل اور اَن مٹ حقیقت درج کرتی ہوں جو آخری نسخۂ علاج ہے۔ تمہیں علم ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود ہمارے پاس نمونہ کے لئے ہوتے ہیں۔ جو احکامات وہ لاتے ہیں۔ ان کی عملی تصویر کشی کرتے ہیں تاکہ ان کے جاننے والے اپنی زندگیاں سنوار سکیں۔ ایسے ہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زندگی کا نقشہ خصوصاً بعد از نبوت اگر قرآن مجید میں ڈھونڈا جائے تو ہر سورۃ اور ہر آیت آپ کے اسوۂ حسنہ کی تصویر پیش کرتی ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے تو دو جملے میں یہ واضح نقش کر دیا کہ ہم نے "آپ کو دیکھا اور قرآن سمجھ کو سمجھ لیا۔ تم جو بعد میں آئے ہو قرآن پڑھو اور رسولِ خدا کو سمجھ لو۔" اس نقشے میں تم اگر دیکھو تو نماز تمہیں پہلے مقام پر ملے گی۔ یہی وہ چیز ہے جس پر آپؐ نے تاحیات زور دیا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ۷۰۰ بار قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کے لئے وجۂ تخلیق کائنات نے اتنے اتنے گھنٹے

سعادتِ عظمیٰ کے لئے
اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ
رکھی ہے کہ رسولِ خداؐ کی
اطاعت کی جاوے۔

---

[1] عرفانِ الٰہی صفحہ ۱۷

دربارِ مولیٰ میں قیام فرمایا کہ پاؤں متورم ہو گئے۔ تمہیں حیرت ہو گی کہ آپؐ نے دن اور رات میں ہمیشہ ۲۹ نوافل اور سنتیں ادا فرمائی ہیں۔ رات کی بیداری کا یہ عالم تھا کہ خدا تعالیٰ نے جب اپنے محبوب کی شب بیداری کا درد محسوس کیا تو فرمایا یاایھا المزمل۔ قم اللیل الا قلیلاً۔ نِصفَہٗ اوانقص منہُ قلیلاً۔
اے چادر میں لپٹے ہوئے رات کو اٹھ کر عبادت کر۔ مگر رات کا نصف یا اس سے کچھ کم کر دے۔ یعنی فرمایا جب دن کے برابر راتیں ہوں تو نصف رات جاگا کر اور جب لمبی راتیں ہوں تو زیادہ حصہ جاگا کر گویا شب بیداری کا عالم یہاں تک پہنچا کہ خدا تعالیٰ کو اپنے معصوم کے عبادت کا پیمانہ خود دینا پڑا۔ فرمایا کہ اے میرے محبوب وجود تو اپنی شانِ عبدیت کو بے شک بلند تر کر مگر اپنے نفس کو ہلاک نہ کر۔ تیرے نفس کا بھی تجھ پر کچھ حق ہے۔ پھر بھی اس کے باوجود صورت حال یہ تھی کہ سرورِ کائناتؐ کے جاگنے کے اوقات نماز پر ختم ہوتے اور نماز ہی سے شروع ہوتے تھے۔ اور ہم جو آپ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے ہیں ہم پر لازم آتا ہے کہ کہ آپ کی عبادت کے اوقات کا کم از کم تین فیصد حصّہ تو اپنے لئے وقف کر لیں تاکہ اپنے دعویٰ کی سچائی کا کچھ ثبوت دے سکیں۔ بیٹے تم جانتے ہو کہ رات کی گہری نیندیں روحانیت کی معراج نہیں ہوا کرتیں۔ بلکہ وہ اتصال اور محبت الٰہی کے راستے میں ہمیشہ دیوار کھڑی کرتی ہیں۔ ہے نا ؟

تمام مشکلات کا
حل یہی ہے کہ
خدا کے لئے
ہو جاؤ

سو یہ مقام حیرت ہے کہ ہمارے محبوب راہنما نے صرف ایک رات ایسی گزاری کہ تہجد ادا نہیں کی تھی۔ اور وہ رات مزدلفہ کے مقام پہ آئی کہ آپ نے نماز عشاء

کے بعد آرام فرمایا اور نماز فجر کے بعد کوچ فرما کر دوسرے مقام پر چلے گئے۔[1] وگرنہ اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو آپؐ نے ہر جگہ اولیت و فضیلت عطا فرمائی۔ جب مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلا کام ہی نماز کا ادا کرنا تھا۔ اور جب اپنے رفیقِ اعلیٰ سے ملنے کے لئے رخصت ہوئے تو آخری فقرہ جو آپ کی زبان پر تھا۔ الصلوٰۃ وَمَا مَلَکَت اَیمَانُکُم یعنی اے اُمت کے لوگو۔ نماز اور غلاموں کے بارے میں میری تعلیم کو فراموش نہ کرنا۔ یہی آخری الفاظ بھی نماز پر ہی ختم ہوئے۔
پس بیٹے تم ایک جماعت کے فعال رکن ہو۔ تم اپنا نمونہ ایسا پیش کرو کہ تمہاری نسلیں تمہاری تقلید کریں۔ تمہیں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز تو یاد ہوگی کہ آپ اتنی لمبی نمازیں حرم شریف میں ادا کرتے کہ حرم کے کبوتر ان کے کندھوں پر آ بیٹھتے تھے۔ وہ اصحابی کالنجوم ایسے تو نہیں کہلاتے تھے بلکہ ان کی نمازیں اور مرکز نماز کی محبتیں یہ فضیلتیں انہیں عطا کر گئیں۔ سو تم یہ فضیلتیں حاصل کرنے کے لئے اپنے ہر سجدہ میں خدا کو دیکھنے کی کوشش کرو۔ وگرنہ کم از کم یہ تو خوف محسوس کرو کہ خدا تعالیٰ تمہیں ضرور دیکھتا ہے۔ پیارے بیٹے جس طرح مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح حقیقی مومن مسجد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس تم نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بناؤ۔ اور روح کی غذا اور عبادت کا مغز سمجھو۔ سچے فدائی کے طور پر تمہارے جاگنے کے اوقات نماز پر ختم ہوں اور نماز سے ہی شروع ہوں۔ آمین یارب العالمین۔
اچھا بہت سا وقت تم نے صبر سے دیا۔ جزاکم اللہ۔ میں کہاں تک تفصیل میں جاؤں کہ غوطہ زن کیسے موتی نکالتا ہے۔ کہاں سے نکالتا ہے اور کتنے وقفے سے نکالتا ہے

[1] تخلیق الاوّل صہ

یہی فیصلہ کرتی ہوں کہ

"چلا پٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پرواہ نہ کر"

پس حرفِ آخر یہی ہے کہ ٹھونگے دار نماز سے بچو۔ سنوار کر مولیٰ پر دستک دو۔ ناغہ دار نماز سے بچو۔ بلاناغہ پنج وقتہ در مولیٰ پر دستک دو۔ درد والی نماز سے بچو مرکز نماز پر جاکر دستک دو۔ پھر دیکھو کہ تمہاری دستک کے جواب میں بابِ رحمت کیسے کھلتا ہے دیکھ بچے! "تو اپنے سُر کو اُس کے سُر سے ملا تو سہی"

والسلام

تمہاری امی

> اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ
>
> اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر اور تیرا شکر اور تیری اچھی عبادت بجا لاؤں - آمین یارب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حرفِ آخر

عزیز بیٹے احمدؔ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

۱۔ جہاں خطوط کے صفحات کو ملفوظات لے نے مزین کیا ہے۔ وہاں حرفِ آخر بھی ملفوظات کا ہی مرہون منت ہے "چلو آج دُعاؤں کی وادی میں اُترتے ہیں" اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو۔ اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اُسے برباد نہیں کیا کرتا۔ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۰۹

۲۔ انسان کو چاہیئے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے کیونکہ اُسے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں۔ اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا کہ بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا پس اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آسکتی ہے۔ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۳

۳۔ دُعا ایک ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے۔ ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۱۲۱

۴۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا۔ (ملفوظات ۵ صفحہ ۲۵۵)

۵۔ میں یقین رکھتا ہوں اور میرا اپنا تجربہ ہے کہ وہ دس دفعہ ہی آواز سنتا ہے اور دس دفعہ ہی جواب دیتا ہے لیکن یہ شرط ہے کہ پکارے اس طرح پر جو پکارنے کا حق ہے۔ (ملفوظات جلد ۶ ص ۲۲۰، ۲۲۱)

۶۔ دعا کے لئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے۔ اس وقت یہ سمجھنا چاہیئے کہ دعا قبول ہو گئی۔ یہ اسم اعظم ہے کہ اُس کے سامنے کوئی انہونی چیز نہیں۔ (جلد ۵ صـ۱۲۱)

۷۔ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش۔ رقّت اور درد ہو۔ (جلد ۹۔ صـ۴۰۹)

میں امی تمہاری تمہارے لئے ہوں